دشمن صدیق و عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنف:

امام جلال الدین سیوطی

رحمہ اللہ تعالی

مترجم:

مفتی فیض احمد اویسی

رحمہ اللہ تعالی

إلقام الحجر لمن زکی سباب ابی بکر و عمر

دشمن صدیق و عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مصنف:
امام جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم:
مفتی فیض احمد اویسی
رحمہ اللہ تعالیٰ

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

تفصیلات

کتاب کا نام:

دشمن صدیق و عمر رضی اللہ تعالی عنہما

از قــــــلــــــم:

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی

متـــــــــــرجم:

مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمہ اللہ

تخریج: مولانا محمد اسامہ قادری نعیمی

ڈیزائننگ اور کمپوزنگ:
PURE SUNNI GRAPHICS

سنہ اشاعت:
جمادی الأولی ۱۴۴۴ھ
DECEMBER 2022

صفحات:
117

نـاشـر:
صابیا ورچوئل پبلی کیشن
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

AMO
POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

فہرست

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرما رہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جا رہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "**ٹیم عبد مصطفی آفیشل**" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آ گئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم

اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علماے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہو گا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور اُن میں ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انبیاء کے سردار ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام علیہم رضوان میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور اُن میں شیخین کریمین یعنی ابوبکر و عمر سب کے سردار ہیں۔

ان میں سے ہرایک کی تعظیم و تکریم فرضِ عین ہے۔ ان کا جب بھی ذکر کیاجائے خیر ہی سے کیاجائے۔ ان پر سبّ وشتم کرنا اور ان میں سے کسی ایک سے ادنیٰ بغض وعداوت بھی ایمان سے محرومی کاسبب ہے۔ اس لئے کہ تمام صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند حاصل ہے اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق ''تمام صحابہ آسمانِ ہدایت کے چمکتے ستارے ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کی جائے، اقتداء کی جائے، وہ راہِ ہدایت پاجائے گا۔'' اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''لاتسبوا اصحابی''

افسوس! فی زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان خصوصًا شیخین کریمین کے بارے میں بڑی بیباکی کے ساتھ سبّ وشتم، گستاخیوں، بے ادبیوں کا سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری

ہے جس کی روک تھام کے لئے علمائے کرام، مفتیانِ کرام، مشائخ عظام کی طرف سے مختلف قسم کے بیانات، سیمینارز منعقد ہوتے رہتے ہیں اور کئی کُتُب و رسائل اور مقالہ جات بھی منظرِ عام لائے گئے۔

امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "إلقام الحجر لمن زكى ساب أبي بكر وعمر رضى الله تعالىٰ عنهما "ترجمہ بنام "ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دشمن کے سر پر پتھر" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا ترجمہ فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے اور تحقیق و تخریج ہمارے ادارہ کے متخصّص فی الفقہ الاسلامی مولانا محمد اسامہ قادری نعیمی نے کی ہے۔

ادارہ اسے اپنی اشاعت نمبر ۳۳۲ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مصنّف، مترجم اور جملہ معاونین و اشاعت کاران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی و علمی خدمات میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

امابعد! فقیر ۱۴۱۰ھ میں حضور غوث اعظم کے حضور حاضر ہوا اپنی رہائش گاہ "فندق البیضاء" سے درگاہ غوثیہ میں حاضری کے لئے جارہا تھا بازار میں رسالہ ''إلقام الحجر لمن زکی سابّ أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما'' تصنیف امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کُتُب خانے میں پڑا نظر آیا اسے خرید لیا اس ارادہ پر کہ اس کا ترجمہ مع اضافات لکھ کر اہل اسلام کی دعائیں حاصل کرونگا۔ آج الحمدللہ اس کا ترجمہ مع اضافات ہدیہ ناظرین کی سعادت حاصل کررہا ہوں مصنّف کے پروگرام کے مطابق فقیر اس رسالہ کا نام ''ابوبکر وعمر کے دشمن کے سر پر پتھر'' رکھتا ہے۔

وماتوفیقی الاّ باللّٰہ العلی العظیم وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَبَارَكَ وَسَلَّم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان ۵ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَمَّا بَعْدُ، حمدًا للّٰہِ، والصلاۃُ والسلامُ علی سَیِّدِنَا محمدٍ وآلہ وصحبہ وبعد

سببِ تالیف:

میں نے بعض اہلِ بدعت سے سنا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے کی گواہی قابلِ قبول ہے۔ مجھے اس کی یہ بات سخت ناگوار گزری اور میں نے ایسے عقیدہ سے اُسے روکا لیکن نہ مانا تو میں نے یہ رسالہ لکھا تاکہ اہلِ اسلام کو ہدایت ملے (یعنی اہلِ اسلام کو فائدہ اور دین کو قوت نصیب ہو)۔ اس میں، میں (سیوطی) نے آئمہ معتبرین کے اقوال نقل کئے اور وہ اعتراضات ترک کر دیئے جو شیخین پر وارد ہوتے ہیں میں نے اسے تین فصول پر مرتب کیا۔

فصل اول: شیخین کی فضائل

فصل دوم: انہیں گالی دینا گُناہ کبیرہ اس میں اسلاف واخلاف میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔

فصل سوم: شیخَین کریمَین کو گالی دینے والے کے متعلق ہمارے آئمہ کے فتاویٰ مختلف ہیں بعض نے کافر کہا بعض نے فاسق۔

فصل اول[1]

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ .(التوبۃ:۹/۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

مُفسّرین نے فرمایا: وہ شخصیت کہ جن پر نزولِ سکینہ ہوا، وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ہمیشہ نزولِ سکینہ

حاشیہ

(1) شیخین کریمین کے فضائل:۔ اس باب میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی آیات میں صرف جو آیات فضائل سید نا صدیق اکبر ص میں نقل فرمائی ہیں فقیر انہیں مع تفسیر و تشریح عرض کرتا ہے تا کہ فضائل و مناقب صدیقی کے متلاشیوں کے مطالعہ میں اضافہ ہو اور فقیر کے لیے موجب نجات اور عوام کے لیے راہِ ہدایت ہو۔

رہا۔ [1]

حاشیہ

(1) **تفسیر**:۔اس آیۃ کریمہ میں '' لِصَاحِبِهٖ '' کا جملہ نہایت ہی قابل غور ہے اس لیے یوں تو ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ فیض رساں سے فیض پانے والے تمام صحابہ کرام ہیں یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو صحابہ کرام کی تعداد کم و بیش سوا لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ یہ تمام کے تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے غلام اور آپ کے اشارے پر مر مٹنے والے تھے لیکن قرآن کریم نے بطورِ خاص کسی کو صحابی نہ کہا۔اگر صحابہ کرام میں سے کسی کو بطورِ خاص صحابی کہا گیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے یعنی آپ کی صحابیت نصِّ قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے۔اسی لئے آپ کی صحابیت کا انکار کرنیوالا باجماعِ امت کافر و مرتد ہے۔(اس کی تفصیل آئے گی)

مُفسّرین کرام:۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصف بایں طور پر بیان فرمایا ہے کہ آپ صاحبِ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کا آپ کو صاحب رسول (لِصَاحِبِهٖ)فرمانا آپ کی کمال فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

امام فخر الدین رازی امام حسین بن فضیل البجلی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ فُضَیْلٍ الْبَجَلِی مَنْ أَنْکَرَ أَنْ یَکُونَ أَبُوبَکْرٍ صَاحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ کَافِرًا،لِاَنَّ الْاُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ إِذْ یَقُولُ لِصَاحِبِهِ هُوَأَبُوبَکْرٍ۔(التفسیر الکبیر، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ:۴۰،۶/۵۱)

یعنی، حضرت حسین بن فضیل بجلی نے فرمایا:جس نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیِ رسول ہونے کا انکار کیا کافر ہو گیا کیونکہ اُمت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آیت کریمہ میں (اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ) سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔''

چونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قُربت و معیت کی کیفیت بھی ایک خاص نوعیت کی تھی جسے الفاظ میں بیان کرنا صرف مشکل ہی نہیں تقریبًا ناممکن ہے یہ قرآن مجید فرقان حمید کا اعجاز ہی تو ہے کہ جس نے دو

حاشیہ

لفظوں میں قُرب و معیت کی ساری حدوں کو ذات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سمو دیا ہے اور اس انداز سے بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی محال ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: "جب غار میں دو تھے ان میں سے ہر ایک دو میں سے دوسرا تھا" جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیکھو تو دوسرے سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت سے دیکھو تو دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جب غار میں موجود دونوں ہستیوں میں ایک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو لامحالہ "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ یوں اگر کہا جاتا ہے "غار میں دو تھے دونوں میں سے ایک ابوبکر تھے۔" ظاہری معنی تو وہی تھا لیکن اس سے بات وہ نہ بنتی جو "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" سے بنی۔ اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیان قرب کے لئے وہی انداز اپنایا ہے جو قرآن مجید میں متعدّد مقامات پر اپنی بارگاہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنایا ہے جیسے ایک مقام پر فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ لوگ انہیں راضی کریں"

اس آیت کریمہ میں دو ذاتوں کا ذکر ہے ایک اللہ تعالیٰ دوسرے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیکن آیت کریمہ میں دونوں ذاتوں کی طرف "اَحَقُّ اَنۡ یُّرۡضُوۡهُ" فرما کر ضمیر واحد لوٹائی جا رہی ہے حالانکہ نحوی قواعد کا تقاضا ہے کہ یہاں ضمیر واحد کے بجائے تثنیہ ہونی چاہیے کیونکہ دو ذاتوں کی طرف ضمیر واحد راجع نہیں ہو سکتی۔ اسکے باوجود اس آیت میں دو ذاتوں کی طرف ضمیر واحد کا لوٹایا جانا اس بات کا متقاضی ہے کہ اگرچہ ذاتیں دو ہیں لیکن بات ایک ہے۔ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رضائے خدا ایک ہی چیز کا نام ہے تو جس طرح "ہٗ" ضمیر واحد بارگاہ خداوندی میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس انتہائی قرب و معیت کو بیان کر رہی ہے جہاں دوئی کا تصور ہی مٹ جاتا ہے یوں ہی "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" نے بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اسی قُرب و معیت کو بیان کر کے دوئی کے تصوّر کو ختم کر دیا ہے۔ اس پر کمال یہ کہ قرآن کریم کی زبان میں یہ فرمانا "غم نہ کر اللہ ربّ العزّت ہمارے ساتھ ہے" بڑا معنی خیز جملہ ہے۔ مُحب و محبوب کے درمیان محبت اور قُرب و معیت کی بنیاد اللہ کی رضا پر مبنی ہے۔ لہٰذا غم نہ کر تائید و نُصرت

حاشیہ

ایزدی ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہے اور اے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) خوش ہو جا کہ ہم دونوں میں قُرب و معیت تو ہے ہی لیکن ایک تیسری ذات بھی لحہ بہ لحہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہر وقت اس کی معیت حاصل ہے اور وہ ذات ہے ربّ قُدوس کی جب وہ اُس کی ذات ہمارے ساتھ ہے تو غم کس بات کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا "اے ابو بکر! اس مُحب و محبوب کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ یہ دونوں جہاں بھی ہوں ان کے ساتھ تیسری ذات اللہ تعالیٰ کی ہمہ وقت ان کیساتھ ہوتی ہے یعنی تائید ایزدی اور نُصرتِ الٰہی ان کے شامل حال رہتی ہے"

تفسیر مظہری:۔ اس آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں "یہ ایسی معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی معیت کو جہاں اپنے لئے ثابت رکھا وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بلا تفاوت اس معیت کو ثابت رکھا اور یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر روشن دلیل ہے۔ جس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے در حقیقت اس آیت کریمہ کا انکار کر دیا"

(تفسیر المظھری، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ:۴۰، ۱۸۹/۴)

☆ چونکہ قرآن نے آپکو "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" کہا تو یہ بے موقع و بے محل نہ کہا۔ واقعی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ثانی تھے کہ جب تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا اور لوگوں کو دین اسلام کی نُصرت و حمایت کی طرف بلایا تو سب سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہنے والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے (آپ کے اسلام لانے کا واقعہ فقیر عرض کر چکا ہے) پھر سفر ہو یا حضر، امن ہو یا جنگ، مُحب و محبوب پہ ہمیشہ "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" کا ہی جلوہ نظر آ رہا ہے۔ کل قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے پھر ان کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھیں گے۔ "ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ" کے جلوے حوضِ کوثر سے ہوتے ہوئے دَارُالخلد میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ غار میں بھی میرے ساتھی ہیں اور حوضِ کوثر پر بھی آپ میرے ساتھ ہی ہوں گے" (روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ:۴۰،

حاشیہ

۹۔۱۰/۱۰/۴۰۳۔۴۰۴)

اس دائمی قرب و معیت کی بنیاد غیر متزلزل اور دائمی عشق و محبت پر ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ محبوب کے قدموں پر جان قربان کر دینے کو آپ زندگی کی معراج سمجھتے تھے۔ ہجرت کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرنا تلواروں کے سائے میں سفر کرنے کے مترادف تھا لیکن آپ ہیں کہ اپنی ذات کی پرواہ کیے بغیر شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے آگے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔

چنانچہ صاحبِ تفسیر روح المعانی امام بیہقی و ابن عساکر کے حوالے سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ دوران سفر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آجاتے ہیں، کبھی پیچھے چلے جاتے ہیں، کبھی دائیں طرف ہو جاتے اور کبھی بائیں طرف۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تیری یہ چال کیسی ہے؟ یہ چلنے کے انداز کیسے ہیں؟ آپ نے عرض کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں کمین گاہوں میں گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو تو دوڑ کر آپ کے آگے چلا جاتا ہوں، پھر خیال آتا ہے دشمن آپکی تلاش و جستجو میں پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو دوڑ کر پیچھے آجاتا ہوں، اس خیال سے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلا جاتا ہوں۔ آپکی ذات کے حوالے سے دشمن کی طرف سے میں بہت فکر مند ہوں“ (روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ:۹، ۴۰۔۱۰/۱۰/۴۰۴)

آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں پروانہ وار گھومنے پھرنے سے مقصود یہ ہے کہ دشمن جس طرف سے بھی حملہ آور ہو ڈھال بن کر دشمن کے وار کو اپنے سینہ پر روک لوں اور میرے ہوتے ہوئے آپکو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ وادیٔ عشق و محبت سے گزرتے ہوئے بعض اوقات ایسے کٹھن راہ گزر آجاتے ہیں جہاں محبوب کی سلامتی و بقا کی ضمانت فقط محب کی جان کی قربانی میں ہوتی ہے۔ اس وقت دعویٔ عشق و محبت میں کھرے کھوٹے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اگر مُحب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر محبوب کے حضور پیش کر دے تو جان لو ایسا آدمی واقعی دعویٔ محبت میں سچا اور آزمائش کی گھڑی میں کامیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے زندہ و جاوید ہو گیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ مقام رکھتے ہیں کہ اولین و آخرین میں کوئی بھی اس مقام

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَ سَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى(17)الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَهٗ

حاشیہ

تک نہ پہنچ سکا۔ یہ صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس بات پر خود محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مُہرِ تصدیق ثبت ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ خود شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے پروانہ شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حسان: کیا آپ نے میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی اشعار کہے ہیں۔ عرض کی ہاں آقا! آپ نے فرمایا ذرا کہو میں بھی تو سنوں۔

چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے

وَثَانِیَ اثۡنَیۡنِ فِی الۡغَارِ الۡمُنِیۡفِ وَقَدۡ طَافَ الۡعَدُوُّ بِهٖ اِذۡ صَاعِدُ الۡجَبَلَا

وَکَانَ حُبُّ رَسُوۡلِ اللّٰهِ قَدۡ عَلِمُوۡا مِنَ الۡبَرِیَّةِ لَمۡ یَعۡدِلۡ بِهٖ رَجُلَا

دو جان سے جب وہ دونوں بلند غار میں تھے اور دشمن ان پر گزرے جب وہ پہاڑ پر چڑھے اور وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں بے شک لوگوں نے جان لیا کہ مخلوق میں ان کے برابر کوئی شخص نہیں۔

یہ شعر سن کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا: صَدَقۡتَ یَا حَسَّانُ هُوَ کَمَا قُلۡتَ ''اے حسان! تو نے سچ کہا تو نے جو تعریف انکی کی ہے وہ واقعی حقیقت پر مبنی ہے''

(روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: ۴۰، ۹۔ ۱۰/۱۰/۴۰۴)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری محبت میں واقعی وہ اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے چونکہ قرب و معیت کی بنیاد عقیدت و محبت پر ہوتی ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی انتہائی محبت پر مُہر تصدیق ثبت فرمادی تو ثابت ہو گیا کہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو قُرب و معیت آپ کو نصیب ہوئی کسی دوسرے کے حصے میں نہ آئی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قربت و معیت تو آج بھی گنبد خضریٰ میں نظر آ رہی ہے جو تاقیامت عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عشقِ رسالت کی دعوت دیتی رہے گی۔

اس قربت و معیت پر لاکھوں کروڑوں سلام

یَتَزَکّٰی (18) وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی (19) اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِ
الۡاَعۡلٰی (20) وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی (21) (اللیل:۹۲/۱۷۔۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔

مفسرینِ کرام نے فرمایا یہ آیۂ کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔[1]

حاشیہ

(1) **شانِ نزول**:۔ جب حضرت ابوبکر صدیق ص نے حضرت بلال حبشی صکو اُمیہ بن خلف سے بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفّار اور مشرکین کو حیرت ہوئی کہ ایسا کیونکر ہوا؟ یقینا بلالِ حبشیص کا ابوبکر ص پر کوئی احسان ہو گا جس کا بدلہ دینے کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی ہے خداوند کریم نے قرآنِ پاک میں یہ اعلان فرمایا کہ صدیق اکبر ص کی یہ قربانی اور ایثار محض میری رضا کے لئے ہے کسی کا بدلہ نہیں۔ (خزائن العرفان، سورۃ اللیل، تحت الآیۃ:۲۱)

فائدہ:۔ علامہ ابن الجوزی، ابن حجر عسقلانی، امام بزار، علامہ سیوطی، ابن جریر، امام فخرالدین رازی رحمہم اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ص ہیں۔

افضلیتِ سیّدنا صدیق اکبر ص:۔ قطع نظر شانِ نُزول اور اقوال مُفسّرین کے یہ آیت ہی سیدنا صدیق اکبر ص کی افضلیت کے ثبوت کے لیے کافی ہے اس لئے کہ یہ آیت کریمہ مکیہ اور ابتدائی دور کی ہے اور ابتدائی دَور میں سب سے زیادہ مال و دولت

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي الْغَارِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا، فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا۔ (أخرجه البخاری ومسلم)[1]

یعنی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار (ثور) میں تھا کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو (مشرک) لوگوں کے پاؤں دیکھے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ! اگر ان میں سے کسی نے اپنی نظر نیچے کی تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی

حاشیہ

راہ خدا میں لٹانے والا سیدنا ابوبکر صدیق ص کے سوا کوئی اور نہ تھا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اگرچہ سابقُ الاسلام ہیں لیکن ایک تو بچپن کی وجہ سے ان کے لئے مال خرچ کرنے کا کوئی معنی نہیں۔ دوسرے وہ خود صاحبِ مال نہ تھے کیونکہ آپ بچپن میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زیر تربیت تھے۔

(1) صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب المهاجرین وفضلهم، برقم: ۳۶۵۳، ۴۵۰/۲۔۴۵۱

صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، باب من فضائل أبی بکر الصدیق رضی الله عنه، برقم: ۲۳۸۱، ۱۸۵۴/۴

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! خاموش رہ، ہم دو آدمی ایسے ہیں جن کے ساتھ تیسرا (ساتھی) اللہ ہے۔

وعن عَمْرُو بْنُ العَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قال: فَقُلْتُ یا رسول الله! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ:عَائِشَةُ، فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ أَبُوهَا، قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ:ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ.(أخرجاہُ)[1]

یعنی، سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ فرمایا "عائشہ سے" میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا "اس کے والد (یعنی ابوبکر) سے" میں نے عرض کیا پھر کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

عن أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

حاشیه

(1)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النبی ﷺ:ولو کنت متخذاً خلیلاً،برقم:۳٦٦۲،۲/۴۵۲۔۴۵۳

صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم،باب من فضائل أبي بکر الصدیق رضی الله عنه،برقم:۲۳۸۴،۴/۱۸۵٦

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ، فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ. فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي، وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ، فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ، قَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.(أخرجاه)[1]

وفی روایة لهما: وَمَا ثَمَّ أبو بکر وعمر (رضی الله تعالی عنهما)[2]

حاشیہ

(1)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النبی ﷺ:ولو کنت متخذاً خلیلاً،برقم:۳۶۶۳،۲/۴۵۳

صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم،باب من فضائل أبی بکر الصدیق رضی الله عنه،برقم:۴،۲۳۸۸/۱۸۵۷۔۱۸۵۸)

(2)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب مناقب عمر بن الخطّاب أبی حفص۔۔۔إلخ،برقم:۳۶۹۰،۲/۴۶۰

صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم،باب من فضائل أبی بکر الصدیق رضی الله

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا چرواہے نے اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا تو بھیڑیے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا درندوں کے دن بکری کا کون محافظ ہو گا؟ جس دن کہ میرے سوا بکری چرانے والا کوئی نظر نہ آئے گا اور ایک شخص بیل کو ہانکے جا رہا تھا کہ اس پر سوار ہو گیا تو بیل نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ تم مجھ پر سواری کرو بلکہ میں کاشت کاری کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے یہ واقعہ سُن کر کہا سبحان اللہ! تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر، عمر اس پر ایمان لائے۔

ان دونوں کی روایت میں ہے: یہ دونوں حضرات وہاں موجود نہ تھے یعنی یہ

حاشیہ

عنہ،برقم:۴،۲۳۸۸/۱۸۵۸

دونوں مجلس میں نہیں تھے پس آپ نے ان دنوں کے ایمان کی گواہی دی کیونکہ آپ علیہ السلام کو ان دونوں حضرات کے کمال ایمان کا علم تھا۔

وعَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه: أن النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: "اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ"[1]

وقال: هذا حديث حسن صحيح[2]

یعنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہ حرکت کرنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُحد ٹھہر جا بے شک تجھ پر ایک نبی ایک صدیق

حاشیہ

(1) صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ: ولو کنت متخذاً خلیلاً، برقم: ۳۶۷۵، ۴۵۶/۲

(2) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه، برقم: ۳۶۹۷، ۴۶۲/۴

اور دو شہید موجود ہیں۔[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ ﴿رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ﴾ أخرجه البخاری[2]

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری) زمانہ میں لوگوں (صحابہ کرام) کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے ہم سب سے افضل ابوبکر کو مانتے تھے پھر عمر پھر عثمان کو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

امام طبرانی کی روایت میں مزید یہ ہے کہ:

فَعَلِمَ بِذَلِكَ النَّبِيّ صلّى الله عليه وسلم ولا يُنْكِرُهُ۔[3] وقال الهيثمي في ''مجمع الزوائد'': رواه الطبراني في

حاشیہ

(1) سبحان اللہ! اس حدیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ''ما فی الغد'' کل کیا ہوگا کا واضح ثبوت موجود ہے کہ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر قبل از وقت بتادی۔

(2) صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب فضل أبی بکر بعد النبی ﷺ، برقم: ۳۶۵۵، ۲/۴۵۱

(3) لمعجم الاوسط، باب من اسمه محمد، برقم: ۸۷۰۲، ۶/۲۵۸

’’الأوسط‘‘و’’الکبیر‘‘[1]

یعنی، ہم یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں لاتے اور آپ نے اس کا انکار نہ فرمایا۔[2]

وعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.﴿رواہ الترمذی وحسنہ﴾[3]

یعنی، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد دو افراد یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کرنا۔

وعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

حاشیہ

(1)مجمع الزوائد،کتاب المناقب،باب فیما ورد من الفضل لابی بکر وعمر۔۔۔إلخ،برقم:۱۴۳۸۵،۹/۲۸

(2)**شرح** :۔اس پر اہلسنّت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلکہ’’افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق یعنی سیدنا ابی بکر صدیق‘‘جملہ انبیاءکرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

(3)سُنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما کلیھما، برقم:۴،۳۶۶۲/۴۴۷

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ: فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ: فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. ﴿رواه الترمذی وحسنه﴾[1]

یعنی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمانوں اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں، پس میرے آسمانوں میں وزیر حضرت جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمین میں ابوبکر و عمر ہیں۔[2]

حاشیہ

(1) سُنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب أبي بكر وعمر رضی الله عنهما كليهما، برقم: ٣٦٨٠، (٤٥٤/٤-٤٥٥)

(2) اس حدیث میں جہاں شیخین کریمین کی فضیلت کا پتہ چلا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت آسمانوں اور زمینوں میں ہے سچ فرمایا مفتی احمد یار خان نعیمی نے کہ

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دو جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

(مراۃ المناجیح، کتاب الجهاد، باب اخراج الیهود من جزیرۃ العرب، ٥/٦١٥)

مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''اختیار کل لمختار کل'' کا مطالعہ کریں۔

وعَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ.﴿رواه الترمذی وحسنه﴾[1]

یعنی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت)ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے فرمایا یہ دونوں انبیاء والمرسلین کے علاوہ اوّلین وآخرین میں سے تمام بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں۔

عن سعید بن زید رضی اللہ عنہ سمعتُ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ.الحدیث رواہ أصحاب السُّنَن الأربعة﴿وقال الترمذی حسنٌ صحیحٌ﴾[2]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حاشیہ

(1)سُنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی الله عنهما کلیهما،برقم:۳۶۶۴، ۴۴۸/۴

(2)سُنن الترمذی،کتاب المناقب،باب مناقب عبد الرحمن بن عوف الزّهری،برقم:۳۷۴۸،۴۸۸/۴

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ابوبکر جنت میں ہیں عمر جنت میں ہیں (رضی اللہ عنہما)۔ امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا. ﴿رواه الترمذی وحسنه﴾[1]

یعنی، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعلیٰ درجے والوں کو نچلے درجے والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں چمکنے والے ستاروں کو دیکھتے ہو حصرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی انہی بلند و بالا مرتبہ والوں میں سے ہیں۔

وَعَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

حاشیہ

(1) سُنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، برقم: ۳۶۵۸، ۴/۴۴۵

وَهُمْ جُلُوسٌ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهُ، إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ،فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ، وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ، وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.﴿رواه الترمذی﴾[1]

یعنی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف لاتے، حضرت ابوبکر و عمر بھی ان میں ہوتے لیکن ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی آنکھ اٹھاکر نہ دیکھ سکتا اور حضرت ابوبکر و عمر سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی طرف دیکھتے تو مسکراتے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، وَهُوَ آخِذٌ

حاشیہ

(1)سُنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی الله عنهما کلیهما،برقم:۳٦٦۸، ۴۵۰/۴

بِأَيْدِيهِمَا، وَقَالَ هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ﴿رواه الترمذی﴾[1]

یعنی، حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اس حال میں تشریف لائے کہ حضرت ابوبکر و عمر آپ کے دائیں بائیں تھے اور آپ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے اور فرمایا ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔[2]

وعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ رضی الله عنه: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ، فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ

حاشیه

(1) سُنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی الله عنهما کلیهما، برقم: ۳۶۶۹، ۴۵۰/۴

(2) **شرح**: ـ (۱) اس طرح کی احادیث امام سیوطی علیہ الرحمۃ آگے بھی تحریر فرمائیں گے اسی احادیث مبارکہ سے سیدنا صدیق اکبر کے فضل و شرف کی انتہاء یہ ہے کہ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی اور امتیازی شرفِ صحبت و مصاحبت حاصل ہے کہ رفیق غار بھی ہیں رفیق مزار بھی اور رفیق روزِ شمار بھی۔

(۲) اس سے بھی ''علم مافی الغد'' ثابت ہوا کہ قیامت میں ہونے والے احوال کو ابھی بتا رہے ہیں اسی لئے ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین وآخرین عطا فرمایا ہے۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِنْ عُمَرَ.﴿رواہ الترمذی﴾[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر سے یوں مخاطب ہوئے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے تو یہ بات کہی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سورج حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر انسان پر طلوع نہیں ہوا۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَکْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ.﴿رواہ الترمذی وحسنہ﴾[2]

یعنی، حضرت (عبداللہ) ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ

حاشیہ

(1) سُنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، برقم:۳۶۸۴، ۴۵۶/۴

(2) سُنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، برقم:۳۶۹۲، ۴۵۹/۴۔۴۶۰

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں شق ہونگیں۔

وَعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ. ﴿رواه الترمذی، وقال: مرسل﴾[1]

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کو دیکھ کر فرمایا (مسلمانوں میں) یہ کان اور آنکھ (کی طرح) ہیں۔

وَعَنْ أَبِي أَرْوَى الدَّوْسِيِّ رضی الله عنه قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَيَّدَنِي بِكُمَا. ﴿رواه البزار في مسنده﴾[2]

یعنی، حضرت ابواروی دَوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حاشیہ

(1) سُنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی الله عنهما کلیهما، برقم: ۳۶۷۱، ۴/۴۵۱

(2) کشف الاستار عن زوائد البزار، کتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، مناقب أبی بکر الصدیق رضی الله عنه، برقم: ۲۴۹۰، ۳/۱۶۷

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ سیّدنا صدیق اکبر اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر خدمت ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے تم دونوں کے ذریعے میری تائید فرمائی۔

وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آنفاً، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، حَدِّثْنِي بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاء، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاء مُنْذُ لَبِثَ نُوحٍ فِي قَوْمِهِ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا، مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ، وَإِنَّ عُمَرَ لَحَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ. ﴿رواه أبو يعلى في ''مسنده''﴾[1]

یعنی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی میرے پاس

حاشیہ

(1) مسند أبي يعلى، مسند عمّار بن ياسر، برقم: ١٦٠٤ ـ ٢، ص ٣٨٦

جبریل امین علیہ السلام آئے تھے اور میں نے ان سے پوچھا اے جبرائیل مجھے آسمان والوں میں عمر کے فضائل کے بارے میں بتاؤ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ !اگر میں آپ کو اتنی مدت تک حضرت عمر کے فضائل بیان کرتا رہوں جتنی مدّت حضرت نوح علیہ السلام زمین پر (تبلیغ کرتے)رہے یعنی نو سو پچاس برس (یعنی اتنے برس تک بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کروں)تب بھی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ختم نہیں ہوں گے اور بے شک عمر ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، النَّاسَ وَقَالَ:إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ ﴿ذَلِكَ﴾ العَبْدُ مَا عِنْدَ اللهِ، قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ: أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ، وَكَانَ أَبُو

بَكْرٍ أَعْلَمَنَا بِهِ. ﴿أخرجه الشيخان﴾[1]

یعنی، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک) خطبہ ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہٗ نے ایک بندہ کو (دنیا کے اور) اس چیز کے درمیان جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا (کہ چاہے جس کو پسند کرلے) تو اس نے اس چیز کو اختیار کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ ان کو کون سی چیز رلا رہی ہے؟ اگر اللہ نے کسی بندہ کو دنیا کے اور اس عالم کے درمیان جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا اور اس نے اس عالم کو اختیار کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر آخر میں معلوم ہوا کہ) بندے سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور (امیر

حاشیہ

(1) صحيح البخاری، كتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب قول النّبی النبی ﷺ: سدّوا الابواب إلّا باب أبی بكر، برقم: ۳۶۵۴، ۴۵۱/۲

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالىٰ عنهم، باب من فضائل أبی بكر الصديق رضی الله عنه، برقم: ۲۳۸۲، ۱۸۵۴/۴

المومنین)ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ)ہم سب میں زیادہ علم رکھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی الله عنهما قَالَ رسول الله صلی الله علیه وسلم: إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ: أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ، لاَيَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلاَّ سُدَّ، إِلاَّ باب أَبِي بَكْرٍ.﴿رواه البخاری﴾[1]

یعنی، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ”اے لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ اپنی جان اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور اگر میں اللہ کے سوا لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا (اب خلّت تو نہیں ہے)لیکن اسلام کی اُخوت (برادری)اور موّدت

حاشیہ

(1)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النّبی النبی ﷺ:سدّوا الابواب إلّا باب أبی بکر،برقم:۳۶۵۴،۲/۴۵۱

ہے۔ میری طرف سے ہر کھڑکی کو جو اس مسجد (نبوی) میں ہے بند کردو سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے (رضی اللہ عنہ)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی الله عنه] عَنْ أَبِيهِ[قَالَ: أَتَتْ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ: الْمَوْتَ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔[1]

یعنی، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کسی معاملے میں گفتگو کی، آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا پھر اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فرمایئے اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔[2]

حاشیہ

(1)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النّبی النبیﷺ:لو کنت متخذاً خلیلاً،برقم:۳۶۵۹،۲/۴۵۲

(1)**شرح**:۔اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں خاتون کو وصیت

وعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ، ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي، فَأَبَى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ ؟ فَقَالُوا: لَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي

حاشیہ

فرمائی کہ میرے بعد میرے جانشین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہونگے جبکہ نو ہجری میں حج کے موقعہ پر حجاج کرام کی قیادت کے لیے اپنی جگہ سیدنا صدیق اکبر کو امیر الحج بنا کر روانہ کرنا بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ پھر آگے حدیث مبارک آ رہی ہے مرض وصال میں آپ نے حضرت صدیق اکبر کو امامت کرنے کا حکم فرما کر نیابت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔

خلافت کے لیے انتخاب:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد سقیفہ بنی سعد جہاں صحابہ کرام خلافت کے مسئلہ پر غور و خوض کے لئے جمع ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فارق رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے تفصیلی مشاروت کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃُ الرسول منتخب کیا گیا اور اکابر صحابہ کرام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا.[1]

یعنی، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کونا گھٹنوں تک اٹھائے حاضر ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے صاحب (ابو بکر) کسی سے لڑکر آرہے ہیں" سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ابن خطاب (یعنی عمر) سے تکرار ہوگئی میں نے ان سے سخت کلامی کی پھر میں شرمندہ ہوا اور ان سے معافی چاہی لیکن انھوں نے معاف نہیں کیا اب (آپ انھیں سمجھایئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا "ابوبکر! اللہ تمہیں بخشے" پھر

حاشیہ

(1) صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب قول النّبی النبی ﷺ: لو کنت متخذاً خلیلاً، برقم: ۳۶۶۱، ۲/۴۵۲

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے وہ گھر پر نہیں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر ڈر گئے (کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر خفا نہ ہو جائیں) اور دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ! عمر سے سخت کلامی میں نے کی تھی۔ دو دفعہ یوں کہا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(لوگو!) اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا لیکن تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابو بکر نے سچا کہا اور اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑ سکتے ہو؟" دو دفعہ یہی فرمایا پھر اس کے بعد سیدنا ابوبکر کو کسی نے نہیں ستایا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ.[1]

یعنی، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص غرور اور تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھے گا" حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میرا کپڑا چلنے میں ایک طرف لٹک جاتا ہے اگر خیال رکھوں (اور مضبوط باندھوں) تو شاید نہ لٹکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تو غرور اور تکبر سے یوں نہیں کرتا۔

جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا

وَعن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ: دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ، يَا عَبْدَ اللهِ: هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ،

حاشیہ

(1)صحيح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النّبی النبیﷺ:لو کنت متخذاً خليلاً،برقم:۳۶۶۵،۲/۴۵۳

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ. وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.[1]

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا خرچ کیا اسے جنت میں آواز دی جائے گی کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے۔ جو نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا جو مجاہدین میں سے ہوگا اسے بابِ جہاد سے پکارا جائے گا جو صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا جو

حاشیہ

(1)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النّبی النبی ﷺ:لو کنت متخذاً خلیلاً،برقم:۳۶۶۶،۲/۴۵۳۔۴۵۴

صحیح مسلم،کتاب الزکاۃ،باب من جمع الصدقة وأعمال البرّ،برقم:۸۵۔۱۰۲۷،۲/۷۱۱۔۷۱۲

روزے داروں میں سے ہو گا اسے باب الرّیّان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ سب ابواب سے بلایا جانا ضروری نہیں مگر کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جسے ہر دروازے سے آواز دی جائے آپ نے فرمایا: "ہاں یقیناتم ان ہی میں سے ہو۔"[1]

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بن العاص عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِدَائَهُ فِي عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ''[2]

یعنی، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

حاشیہ

(1)**شرح**:۔یہ حدیث بھی علم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہے۔

(2)صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النّبی النبیﷺ:لو کنت متخذاً خلیلاً،برقم:۳۶۷۸،۲/۴۵۷

نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مشرکین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ تکلیف کب پہنچائی ؟ فرمایا کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں نماز ادا فرمارہے تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن میں کپڑے کا پھندا ڈال دیا اور اسے روز سے کھینچنے ہی والا تھا کہ اچانک وہاں سیدنا صدیق اکبر آگئے اور عقبہ کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر پھینکا اور آپ سے اسے دور کیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو شہید کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے میرا ربّ صرف اللہ ہے اور اس پر تمہارے سامنے اپنے ربّ کی طرف سے قوی دلائل بھی پیش کر چکا ہے۔

سب سے زیادہ بہادر کون؟

قال خطبنا على بن أبي طالب رضى الله عنه فقال: أيها الناس، أخبرونى بأشجع الناس ﷺ قالوا: قلنا أنت]يا أمير المؤمنين[قال: أما أنى ما بارزت أَحَدًا إلا انتصفت منه. ولكن أخبرونى بأشجع الناس ﷺ قالوا: لاَ

نعلم. فمما قال أبو بكر رضي الله عنه أنه لما كان يوم بدر جعلنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم عريشاً فقلنا: من يكون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لئلا يُهوِي إليه أحدٌ من المشركين فوالله ما دنى منا أحدٌ إلا أبو بكر شاهراً بالسيف على رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم مَا يُهوى إليه أحد، إلا أهوى إليه، فهذا أشجع الناس.[1]

یعنی، حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک بار لوگوں سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا آپ ہی ہیں آپ نے فرمایا میں تو اپنے برابر والے سے لڑتا ہوں اس لیے میں بہادر ہوا نہ کہ سب سے زیادہ بہادر۔ میں نے تم سے پوچھا سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور آپ خود ہی

حاشیه

(1) مسند البزّار، مسند علی بن أبي طالب رضي الله عنه، ومما روى محمد بن عقيل عن علي، برقم: ۷۶۱، ۳/۱۵

بتادیں!فرمایا جنگ بدر کے دن ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ونگہبانی کے لئے ایک سائبان بنایا اورآپس میں مشورہ کیا کہ اب یہاں حفاظت کے فرائض کون دے گا تاکہ کوئی مشرک آپ پر حملہ کرکے آپ کو تکلیف نہ پہنچاسکے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا صرف سیدنا صدیق اکبر ننگی تلوار لیکر آگے بڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوگئے اور پھر ہم نے دیکھا کہ کسی کافر کو یہ جرأت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہچانے کے لیے آگے آئے اور بالفرض کسی نے ایسی جرأت کرنے کی کوشش کی بھی تو صدیق اکبر نے اس کی خوب خبرلی فلہذا ہم سب سے زیادہ بہادر حضرت سیدنا صدیق اکبر ہیں۔

فقال علی: ولقد رأيتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأخذته قريش، فهذا يجأه، وهذا يُتَلْتِلُهُ، وهم يقولون: أنت الذی جعلت الآلهة إلاهاً واحداً قال: فوالله ما دنى منه أحد إلا أبوبكر، يضرب هذا ويجاء هذا ويُتَلْتِلُ هذا. وهو يقول: ويلكم وأتقتلون رجلا أن يقول ربى الله، ثم

رفع عليٌّ بردةً كانت عليه، فبكى حتى اخضلت لحيته، ثم قال: أنشدكم أمؤمن آل فرعون خير أم أبو بكر رضی اللہ عنہ فسكت القوم. فقال: ألا تجيبوني، فوالله لساعة من أَبِي بَكْرٍ، خيرمن مثل مؤمن آل فرعون. ذاك رجل كتم إيمانه وهذا رجل أعلن إيمانه. ﴿رواه البزار﴾[1]

یعنی، حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک بار کفار مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اورآپ کو مختلف قسم کی تکالیف دینے لگے ان میں سے ایک نے کہا تووہی ہے جس نے تمام خداؤں کو چھوڑ کرایک خدا بنالیا ہے ؟فرمایااللہ کی قسم اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سوائے ابوبکر کے اور کوئی نہ گیا آپ ایک کافر کو مارتے دوسرے کو دھکا دیتے تیسرے پر دباؤڈالتے سب کو پیچھے ہٹانے لگے اور یہ فرماتے جاتے تم پر افسوس ہے تم ایک ایسے

حاشیہ

(1)مسند البزّار،مسند على بن أبي طالب رضى الله عنه،ومما روى محمد بن عقيل عن على،برقم:٣،٦١٧/١٥

شخص کو شہید کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ یہ کہنے کے بعد حضرت علی المرتضی شیر خدا نے اپنے اوپر سے چادر اُٹھائی اور زار و قطار رونے لگے اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر فرمایا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ آل فرعون کا مؤمن بہتر تھا یا حضرت سیدنا صدیق اکبر؟ تمام لوگ خاموش رہے آپ نے فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ فرمایا اللہ کی قسم حضرت سیدنا صدیق اکبر کی زندگی کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مؤمن جیسے ہزاروں لمحات سے بہتر ہے وہ شخص تو اپنے ایمان کو چھپاتا پھرتا تھا اور یہ عظیم انسان اپنے ایمان کا اظہار عَلَی الاعلان کر رہا ہے۔ [1]

حاشیہ

(1) **آل فرعون کون تھا**؟:۔ مذکورہ حدیث میں آل فرعون کے جس مومن کا ذکر کیا گیا ہے وہ قبطی قوم کا ایک فرد تھا جو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا چکا تھا لیکن اس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اپنی قوم کو اپنے ایمان سے آگاہ نہیں کیا تھا اس نے جب سنا کہ فرعون اور اس کے ساتھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو اس نے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کی تلقین شروع کی۔ پہلے تو اس نے انہیں جھڑکا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کے درپے کیوں ہو اس نے تمہارا کیا جرم کیا ہے؟ محض اس لئے تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل و معجزات سے ثابت کر دی ہے تم ان کے ذاتی عقیدے میں کیوں دخل دیتے ہو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو اگر بالفرض وہ غلط ہے تو خود ہی اپنے انجام تک پہنچ جائے گا ہمیں اپنے ہاتھ اس کے خون سے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ: ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ، إِلَّا أَبَا بَكْرٍ.﴿رواہ مسلم﴾[1]

یعنی، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت

حاشیہ

رنگنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس آلِ فرعون کے مومن کا ذکر قرآن مجید میں یوں کیا گیا ہے

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

(المؤمن:۲۸/۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور بولا فرعون میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چُھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو۔

(1)صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل أبي بكر الصديق رضی الله عنه،برقم:۱۱۔۲۳۸۷،۱۸۵۷/۴

ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں
فرمایا کہ تو اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور اپنے بھائی کو بلا
تا کہ میں ایک کتاب (خلافت) لکھ دوں مجھے خوف ہے کہ کہ
کوئی تمنا کرنے والا یہ نہ کہہ دے کہ میں زیادہ حقدار ہوں کیونکہ
اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں ابوبکر
کے سوا کسی اور (کی خلافت) سے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں صدیق اکبر کو مصلیٰ امامت پر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی الأشعری رضی الله عنه قَالَ: مَرِضَ النَّبِیُّ
صلی الله علیه وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ، فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ
فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ: اِنَّهٗ رَجُلٌ رَقِیْقٌ اِذَا قَامَ
مَقَامَكَ، لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ قَالَ: مُرِیْ اَبَابَکْرٍ
فَلْیُصَلِّ بَالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِیْ اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ
بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ: مُرِی أَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ
فَإِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فِیْ

حَيَاةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.﴿رواه الشيخان﴾[1]

یعنی، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور جب مرض نے شدت اختیار کرلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ رقیق القلب ہیں۔ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لیے نماز پڑھانا ممکن نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ نے پھر وہی عذر دہرایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم صواحبِ یوسف (زلیخا) کی طرح باتیں بناتی ہو۔ آخر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آدمی بلانے کے لئے آیا اور آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں

حاشیہ

(1) صحيح البخاری، كتاب الاذان، باب أهل العلم والفضل أحقّ بالإمامة، برقم:٦٧٨، ١/١٦٤)

صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض۔۔۔إلخ، برقم:١٠١۔١، ٣١٦/٤٢٠

نماز پڑھائی۔[1]

حاشیہ

(1) **شرح خلیفہ بلافصل صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ :۔ مرض وصال میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت کے لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا یہ ایسا اعزاز ہے جو کسی کو بھی نصیب نہ ہوا حالانکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے متعدّد بار عرض کیا کہ میرے والد رقیق القلب آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار ان کی معذرت کو رد فرمایا اور حکم فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ نماز پڑھائیں اور پھر وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے قرأء بالخصوص ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے قاری موجود تھے ان کا انتخاب ہوتا۔ اس سے شیعہ کا خوب رد ہوا کہ خلافتِ بلافصل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حق ہے کہ جب ان کیلئے امامت صغریٰ کے لئے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب فرمایا حالانکہ اس وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم بھی موجود تھے تو اس موقع پر صرف اور صرف سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا حالانکہ ان کی اس امامت صلوٰۃ کے لئے کئی موانع بھی پیش ہوئے اور اسباب بھی بنے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام موانع و اسباب کو ٹھکرا دیا اور سختی سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر زور دیا اور تا وصال آپ ہی امام بنے رہے۔ نمازیں سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں پڑھائیں اس میں ثابت فرمایا کہ افضل کے ہوتے مفضول امام نہ ہو۔ اس لیے امام بخاری نے جس عنوان کے تحت مذکورہ بالا حدیث ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

بَاب أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

جو علم و فضل میں سب سے زیادہ ہو وہی امامت کا حق دار ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں جملہ صحابہ کرام میں سیدنا صدیق اکبر ہی علم و فضل اور تقویٰ وطہارت میں سب سے زیادہ افضل تھے اس لیے آپ نے انہیں امامت کے لیے منتخب فرمایا بلکہ ایک بار آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس قوم میں صدیق اکبر موجود ہوں تو دوسرا امامت نہ کرائے امام جلال الدین سیوطی نے ترمذی شریف کے حوالے سے یہ حدیث اسی کتاب میں نقل فرمائی ہے۔ (سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر

حاشیہ

وعمر رضی الله عنهما كليهما ،برقم: ٤، ٣٦٧٣/ ٤٥٢)

حوالہ شیعہ:۔احتجاج طبری میں یہ تصریح ہے کہ

ثم قام وتهيّأ للصلاة، وحضر المسجد، وصلّى خلف أبي بكر.

الإحتجاج،احتجاج امير المؤمنين عليه السلام على أبي بكر وعمر لمّا منعا فاطمة الزهرا السلام عليها فدك بالكتاب والسنّة

یعنی، حضرت علی المرتضیٰ کرم للہ وجہہ الکریم کھڑے ہوئے نماز کی تیاری کی اور مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کی اقتذاء میں نماز ادا کی۔

مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی تصانیف ''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلیفہ بلافصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ''میں پڑھئے۔

نماز میں تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔اس روایت میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی مبارک کا آخری منظر ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھارہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی اقتداء میں نماز میں مشغول تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کا منظر ملاحظہ فرمانا چاہا کہ کیا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی امامت پر جو ہم نے مہر ثبت فرمائی اس میں کسی کو اختلاف تو نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف کے اسی باب کی حدیث میں ہے کہ حضرت سیدنا انس فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے پردہ اٹھایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال یہ ہوگیا

فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی روشنی ظاہر ہوئی تو چاہئے کہ نماز میں دائیں بائیں کسی طرف التفات نہ کرتے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ وہ کہتے ہیں

مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حاشیہ

(صحیح البخاری،کتاب الاذان،باب أهل العلم والفضل أحقّ بالإمامة،برقم:۶۸۱،۱/۱۶۴)

ہم نے اس وقت جو منظر دیکھا اس سے اچھا منظر کبھی نہیں دیکھا

اس سے پہلی روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(صحیح البخاری،کتاب الاذان،باب أهل العلم والفضل أحقّ بالإمامة،برقم:۶۸۰،۱/۱۶۴)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ اقدس کا پردہ ہٹایا جب کہ آپ کھڑے ہمیں دیکھ رہے تھے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مصحف کا ورق تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے مسکرائے۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اتنی مسرت و بے خودی ہوئی کہ خطرہ ہوگیا تھا کہ کہیں ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے میں مشغول نہ ہوجائیں۔ (تفهيم البخاری،كتاب الأذان،باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة،برقم:٦٥١، ١/١٠٣١)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حال:۔

مذکورہ بالا حال صحابہ کرام کا سن لیا ادھر امامِ نماز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ بحالت نماز اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے صف کے ساتھ ملنا چاہتے تھے انہوں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا حالانکہ حالتِ نماز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو اتنا محو ہوتے کہ دائیں بائیں کی خبر نہیں اور صحابہ کرام بھی نماز کے معاملہ میں کیسی محویت رکھتے تھے اور طرفہ یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھا رہے تھے جو حجرہ اقدس کے دروازہ سے فاصلہ پر ہے اور دوسرے صحابہ کرام بھی اپنی نمازوں میں ریاض الجنتہ کے علاوہ دوسری صفوں میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ اقدس کے دروازہ سے فاصلہ پر تھے کوئی زیادہ دور کوئی نزدیک لیکن یہ ضرور ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ نماز کی پابندیوں اور آداب

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي.[1]

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تم ہو۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنه قَالَ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رواه

حاشیہ

سے بے نیاز ہو کر نماز میں ہی در مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے نظارہ دیدار سے نماز میں ہی بے خود ہو گئے ثابت ہوا کہ

جملہ فرائض فروع ہیں اصل الا؛ صول بندگی اس تاجور کی ہے

اسی لیے اہل حق یعنی اہلسنت بریلوی ویسے تو ہر وقت تصورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے رہتے ہیں بالخصوص حالتِ تشہد میں تو ان کا تصورِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مطمح نظر ہوتا بخلاف دیوبندی وہابی ٹولی کے وہ کہتے ہیں کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور آجائے تو (معاذ اللہ) گدھا، بیل اور عورت سے مجامعت (جماع) کے تصور سے بدتر ہے (توبہ استغفر اللہ) (صراط مستقیم) اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''فیض الجاری شرح بخاری'' اس حدیث شریف کی شرح میں ملاحظہ کریں نیز اس موضوع پر فقیر کی مستقل تصنیف ''نماز میں تصور رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کا مطالعہ کریں۔

(1) سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في الخلفاء، برقم: ۴۶۵۲، ۵/۳۰

الترمذی وحسنہ﴾[1]

یعنی، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہم سب میں بہتر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا، يُكَافِئُهُ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ.﴿رواه الترمذی وحسنہ﴾[2]

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ابوبکر کے سوا سب کے احسان کا بدلہ دے دیا ان کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن

حاشیہ

(1) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: ٣٦٥٦، ٤/٤٤٤

(2) سنن الترمذی، کتاب المناقب، برقم: ٣٦٦١، ٤/٤٤٧

اللہ تعالیٰ دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا ہے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِی بَکْرٍ: أَنْتَ صَاحِبِی عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِی فِی الْغَارِ.﴿رواہ الترمذی وحسنہ﴾[1]

یعنی، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ تم میرے حوض کوثر اور غار کے ساتھی ہو" یہ حدیث حَسَن ہے"[2]

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِی: قُلْتُ: الْیَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَکْرٍ، إِنْ سَبَقْتُہُ یَوْمًا.

حاشیہ

(1) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب أبی بکر و عمر رضی اللہ عنہما کلیھما، برقم: ۳۶۷۰، ۴/۴۵۰

(2) **صدیق کے لیے اللہ کا رسول بس** :۔ یہ شرف بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر کو حاصل ہے کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت تھی اور جس ایثار و قربانی کا مظاہرہ فرماتے کوئی شخص قصد و ارادے کے باوجود اس معاملہ میں آپ پر سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔

قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِی، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قُلْتُ: مِثْلَه. وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ. فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: وَاللهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. ﴿رواه أبو داؤد و الترمذی وقال حسن صحیح﴾[1]

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے (دل میں) کہا کہ اگر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی دن سبقت لے جاسکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے۔ فرماتے ہیں پھر نصف مال لیکر حاضر ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا ہے میں نے عرض کیا اس کے برابر اتنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سارا مال

حاشیہ

(1) سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی الله عنهما کلیهما،برقم:۳۶۷۵، ۴/۴۵۲۔۴۵۳

سنن أبی داود،کتاب الزکاۃ،باب فی الرخصة فی ذلك،برقم:۱۶۷۸، ۲/۲۱۴

لیکر حاضر ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے انہوں نے عرض کیا ان کے لیے اللہ ورسول کو چھوڑ کر آیا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے (دل میں) کہا میں ان سے کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔

اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ [1]

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ

حاشیہ

(1) **عقیدہ صدیق**:۔ اللہ اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل حق کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل ایمان کے گھروں میں اللہ اوراس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے ہیں اور مومنین کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات موجود ہے اس میں اہل سنت کے عقیدہ کی تائید ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اہلسنت ہی صحابہ کے حقیقی وارث ہیں نیز مؤمن کے لیے "اللہ اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے" کا عقیدہ صدیق اکبر کا ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے خدا کا رسول بس (صلی اللہ علیہ وسلم)

مذہب صدیق رضی اللہ عنہ:۔ نیکی کے معاملات میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنا سعادت وبرکت ہے اور دنیا داری میں ایک دوسرے سے بڑھنا دارین کا نقصان ہے ہمیں چاہیے ہم نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کریں۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِیقُ اللّٰہِ مِنْ النَّارِ.
فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیقًا.﴿رواہ الترمذی وأخرجہ البزار بمثلہ من حدیث عبد اللہ ابن الزبیر﴾[1]

یعنی، اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم آگ سے اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہو پس اس دن سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔

اور براز نے اس طرح کی حدیث عبداللہ بن زبیر کی روایت سے نقل کی ہے۔

قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَنْبَغِی لِقَوْمٍ فِیھِمْ أَبُو بَکْرٍ أَنْ یَؤُمَّھُمْ غَیْرُہُ.﴿رواہ الترمذی﴾[2]

حاشیہ

(1) سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما کلیھما، برقم:۳٦٧٩، ۴/۴۵۴

مسند البزار،مسند عامر بن عبد اللہ ابن الزبیر عن أبیہ،برقم:۲۲۱۳، ٦/۱٧۰

(2)سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما کلیھما، برقم:۳٦٧۳، ۴/۴۵۲

یعنی، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر موجود ہوں کسی دوسرے کو امامت کرانا مناسب نہیں۔

وعن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: لما عرج بي إلى السماء ما مررت بسماء إلا وجدت اسمي فيها مكتوباً محمد رسول الله أبو بكر الصديق.﴿رواه البزار﴾[1]

یعنی، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے ہر آسمان پر اپنا نام یوں لکھا دیکھا محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر میرے خلیفہ ہیں۔

وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ صَفْوَانَ [صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم] قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، سجى بِثَوْبٍ،

حاشیہ

(1) كشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله ﷺ، مناقب أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: ۲۴۸۲، ۳/۱۶۲۔۱۶۳

فَارْتَجَّتِ الْمَدِينَةُ بِالْبُكَائِ، وَدُهِشَ النَّاسُ، كَيَوْمِ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مُسْرِعًا مُسْتَرْجِعًا ، وَهُوَ يَقُولُ : الْيَوْمَ انْقَطَعَتْ خِلافَةُ النُّبُوَّةِ حَتَّى وَقَفَ عَلَى بَابِ الْبَيْتِ الَّذِى فِيهِ أَبُو بَكْرٍ ، فَقَالَ : رَحِمَكَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ ، كُنْتَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلامًا ، وَأَخْلَصَهُمْ إِيمَانًا ، وَأَشَدَّهُمْ يَقِينًا ، وَأَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ ، وَأَعْظَمَهُمْ غِنَا، وأَحْفَظَهُمْ عَلَى رَسُول الله صلى الله عليه وسلم ، وَأَحْدَبَهُمْ عَلَى الإِسْلامِ ، وَآمَنَهُمْ عَلَى أَصْحَابِهِ ، وَأَحْسَنَهُمْ صُحْبَةً ، وَأَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ ، وَأَكْثَرَهُمْ سَوَابِقَ ، وَأَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً ، وَأَقْرَبَهُمْ مِنْ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم ، وَأَشْبَهَهُمْ بِهِ هَدْيًا ، وَخُلُقًا وَسَمْتًا ، وَأَوْثَقَهُمْ عِنْدَهُ ، وَأَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً ، وَأَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ ، فَجَزَاكَ اللهُ عَنِ الإِسْلامِ وَعَنْ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا.﴿رواه البزار﴾[1]

حاشیہ

(1)كشف الاستار،كتاب علامات النبوة،باب فضل أصحاب رسول الله ﷺ،مناقب أبي بكر الصديق رضى

یعنی، صحابیِ رسول حضرت سیدنا اُسید بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیرالمؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج و غم کے آثار تھے، ہر شخص شدتِ غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابۂ کرام علیہم الرضوان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا، پھر جب امیرالمؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ جلدی سے انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور کہنے لگے: آج کے دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہوگئے پھر آپ نے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ لوگوں میں سب سے پہلے مؤمن، ایمان

حاشیہ

اللہ عنہ، برقم: ۲۴۸۹، ۱۶۵/۳

میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے، اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے تھے۔ آپ بہت زیادہ سخی تھے، آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور دین اسلام کی بہت زیادہ خدمت فرمائی، صحابہ میں سب سے زیادہ امانت دار تھے، آپ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ فضائل و مناقب میں سب سے افضل تھے، نیکیوں میں سب سے زیادہ سبقت لے جانے والے تھے، درجے میں سب سے بلند تھے، آپ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی تھے ، آپ کے دعوت و تبلیغ کا انداز، اوراخلاق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے، اورآپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سبب سے زیادہ قابلِ اعتماد، رقدرو منزلت میں سب سے زیادہ بزرگی والے اورسب سے زیادہ مکرم تھے، پس اللہ عزّوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کواسلام، اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کی خدمت پر بہترین جزاءعطافرمائے۔

وَعن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عزّوجلَّ يكره في السماء أن يُخَطَّأ أَبُوْ بَكْرٍ في الأرض.﴿رواه الحارث بن أبي أسامة في ''مسنده''﴾[1]

یعنی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اپنے شایانِ شان سرِ عرش ناپسند فرماتا ہے کہ ابوبکر (زمین پر) غلطی کریں (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلطیوں سے محفوظ فرمالیا ہے)

وعن عمر رضي الله عنه أنه قال وَدِدْتُ أَنِّيْ شَعْرَةٌ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ.﴿رواه مسدد في ''مسنده''﴾[2]

یعنی، سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کاش کہ

حاشیہ

(1) كنز العمال،كتاب الفضائل،الباب الثالث: في ذكر الصحابة وفضلهم رضي الله عنهم أجمعين،الفصل الثاني: في فضائل الخلفاء الاربعة۔۔۔إلخ،برقم:٣٢٢٦٩،٢٥٥/١١

بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث،كتاب المناقب،باب فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه،برقم:٩٥٦،٨٨٦/٢

(2) كنزالعمال في سنن الاقوال والافعال،باب أبي بكر الصديق رضي الله عنه

میں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینہ کا بال ہوتا۔

وَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قال رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ. ﴿رواه البخاری﴾[1]

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا ہوں، میں نے ایک محل دیکھا اور اس کے ایک طرف ایک لڑکی وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ کسی نے کہا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا میں نے چاہا کہ اس محل کے اندر داخل ہوں اور اسے دیکھوں لیکن (اے عمر!) تمہاری غیرت مجھے یاد آگئی۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

حاشیه

(1) صحیح البخاری،کتاب بدء الخلق،باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة،برقم:۳۲۴۲،۲/۳۴۲

کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

وَعن ابی عمر أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، شَرِبْتُ، يَعْنِى اللَّبَنَ،حَتَّى أَنْظُرَإِلَى الرِّيِّ يَجْرِى فِى أَظْفَارِى، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: ''العِلْمَ''. ﴿رواه الشيخان﴾[1]

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا اور جو باقی بچا وہ عمر (بن خطاب) کو دے دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا "علم"

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

حاشیه

(1) صحيح البخارى،كتاب فضائل أصحاب النبى ﷺ،باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔إلخ،برقم:٣٦٨١، (٤٥٨/٢

صحيح مسلم،كتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل عمر رضى الله تعالىٰ عنه، برقم:١٦۔٤،٢٣٩١/١٨٥٩۔١٨٦٠

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: الدِّينَ.﴿رواه الشيخان﴾[1]

یعنی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جارہا ہے اوران پر قمیص تھیں ان میں بعض کی سینوں تک بعض کی اس سے بھی کم ہیں اور میرے سامنے حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا ان پر قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ زمین پر گھسیٹتے جارہے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا

حاشیہ

(1) صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب مناقب عمر بن الخطاب ۔۔۔إلخ،برقم:۳۶۹۱، (۴۶۰/۲۔۴۶۱)

صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل عمر رضی الله تعالیٰ عنه،برقم:۱۵۔۲۳۹۰،۱۸۵۹/۴

تاویل ہے فرمایا "دین"[1]

وعن سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص، قالَ: قَالَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يا ابن الخطاب، وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّاقط إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.﴿رواه البخاری﴾[2]

یعنی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب تجھے کسی راستے پر شیطان چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسری راہ میں چلا جاتا ہے۔

وَعن ابن مسعود رضی الله عنه قال: مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ

حاشیہ

(1) **شرح**:۔ محدثین میں سے بعض نے کہا کہ تاویل پوچھنے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

(2) صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔إلخ، برقم: ۳۶۸۳، ۴۵۹/۲

أَسْلَمَ عُمَرُ.[1]

یعنی، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ: بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ.﴿رواہ الترمذی وقال: حسن صحیح﴾[2]

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربّ عزّوجلّ سے دعا کی یا الٰہی: ان دوآدمیوں ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ راوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

حاشیہ

(1) صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: ۳۸۶۳، ۵۰۴/۲

(2) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: ۳۶۸۱، ۴۵۵/۴

وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ. وقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ، فَقَالُوا [فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكَّ خَارِجَةُ [إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ.﴿رواه الترمذی وقال: حسن صحیح﴾[1]

یعنی، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری فرمادیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو لوگ بھی اپنی رائے پیش کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے دیتے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا۔[2]

حاشیہ

(1)سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه،برقم: ۳۶۸۲،۴/۴۵۵۔۴۵۶

(2) **شرح: موافقاتِ عمر:**۔ امیرالمؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم کی موافقت میں قرآنِ مجید کی بہت زیادہ آیات نازل ہوئیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حق تعالیٰ کے منظورِ نظر ہیں۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

حاشیہ

(۱) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مقامِ ابراہیم اگر نماز کی جگہ ہوتی تو خوب تھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ ۔(البقرۃ: ۱۲۵/۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ

(۲) امہات المؤمنین کے پردہ کے متعلق بارگاہِ نبوت میں عرض کیا تو آیتِ پردہ نازل ہوئی۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کرنے میں آپ کی ازواج میں اختلاف ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ کہے تھے

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ ۔(التحریم: ۵/۶۶)

ترجمہ کنزالایمان: ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۔

تو اسی طرح قرآن کی دیگر آیات نازل ہوئیں۔

(۴) عبداللہ ابن ابی جو منافقوں کا سردار تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلقِ نبوی کی بنا پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (غیرتِ اسلام کی وجہ سے) عرض کیا کہ کیا آپ منافقوں کے جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں؟ تو وحی نازل ہوئی

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ۔(التوبۃ: ۸۴/۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا۔

اسیرانِ بدر :۔ اسیرانِ بدر کے معاملہ میں جب اختلاف ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو رائے دی وہی اس کے موافق آئی۔

ایک دفعہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ گھروں میں بلا اجازت داخلہ کو حرام قرار دے دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ -

وعن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَوْ كَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ.﴿رواه الترمذی وحسنه﴾[1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

حاشیہ

۔(النور:۲۴/۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو۔

فائدہ:۔ان شواہد سے یہ امر ظاہر ہوگیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان وحی وسکینہ کی ترجمان تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جب بھی کوئی کلمہ آیا وہ عین حق وصواب تھا اور ان کی فکر اور رائے وحی کے موافق اور کلامِ الٰہی کے مطابق تھی۔

اس کی تفصیل فقیر کی کتاب ''موافقات عمر'' میں ہے جو فقیر نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ منظوم عربی ''قطف الثمر فی موافقات عمر'' کا ترجمہ مع شرح میں لکھی ہے۔

(1) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: ۳۶۸۶، ۴/۴۵۷

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔[1]

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ [قالت: فرجفت].[2]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ جن وانس کے شیاطین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ.[3]

حاشیہ

(1) اور اس حدیث شریف کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔(المستدرك على الصحيحين،كتاب معرفة الصحابة رضی الله تعالىٰ عنهم،باب لو كان بعدی لكان عمر،برقم:۴،۴۵۵۱/۳۸)

(2) سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه،برقم:۴،۳۶۹۱/۴۵۹

(3) سنن ابن ماجة،كتاب السنة،باب فضائل أصحاب رسول الله ﷺ،فضل عمر رضی الله

یعنی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب حضرت عمر اسلام لائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے اسلام پر خوشی منائی ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ.[1]

یعنی، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے حق تعالیٰ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مصافحہ کرے گا، عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سب سے پہلے سلام کرے گا۔

عن علی رضی الله عنه قال كنا أصحابَ محمدٍ لا نشك أن

حاشیہ

عنه،برقم:١، ١٠٣/٨٢

(1) سنن ابن ماجة،كتاب السنة،باب فضائل أصحاب رسول الله ﷺ،فضل عمر رضى الله عنه،برقم:١، ١٠٤/٨٢-٨٣

السكينة تنطق على لسان عمر. رواه مسدد وابن منيع في مسنديهما[1]

یعنی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس پر شک نہیں کرتے تھے کہ سکینہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر نازل ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ.[2]

یعنی، حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ "اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرمادیا ہے جو کچھ کہتے ہیں، حق کہتے

حاشیہ

(1) كنز العمال،كتاب الفضائل من قسم الافعال،باب فضائل الصحابة،فضائل الفاروق رضى الله عنه،برقم:١٢،٣٥٨٣١/٢٦٤

(2)سنن ابن ماجة،كتاب السنة،باب فضائل أصحاب رسول الله ﷺ،فضل عمر رضى الله عنه،برقم:١،١٠٨/٨٤

ہیں"[1]

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال لما أسلم عمر، قال المشركون: لقد انتصف القوم اليوم منا ، وأنزل الله تعالی ''يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' ﴿الأنفال:۸/۶۴﴾ ﴿رواه البزار﴾[2]

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مشرک کہنے لگے اب آدھی قوم ہم سے جدا ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے (اسی موقع پر) یہ آیت نازل فرمائی "اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

حاشیہ

(1)**ازالۂ وہم** :۔شیعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس قسم کی فضیلت بیان کرتے ہیں وہ حق ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ صفت کسی دوسرے میں نہ ہو۔ہم اس قسم کی خصوصیات کو حصر اضافی سے تعبیر کرتے ہیں بایں معنی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے سے مفضول حضرات سے اس صفتِ خاص میں ممتاز

(2) كشف الاستار،كتاب علامات النبوة،باب فضل أصحاب رسول الله ﷺ،مناقب عمر، برقم:۲۴۹۵،۳: ۱۷۲/

وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (رواه البزار)[1]

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔

عن قدامة بن مظعون عن عمّه عثمان بن مظعون قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هذا غلق الفتنة ، وأشار بيده إلى عمر لا يزال بينكم وبين الفتنة باب شديد الغلق ما عاش هذا بين أظهركم " رواه البزار.[2]

یعنی، حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا: یہ فتنوں کا سدِ باب

حاشیہ

(1) كشف الاستار،كتاب علامات النبوة،باب فضل أصحاب رسول الله ﷺ،مناقب عمر، برقم:۳، ۲۵۰۲/۱۷۴

(2) كشف الاستار،كتاب علامات النبوة،باب فضل أصحاب رسول الله ﷺ،مناقب عمر، برقم:۳، ۲۵۰۶/۱۷۶

کریں گے اور فرمایا جب تک یہ تمہارے درمیان زندہ ہیں تمہارے اور فتنوں کے درمیان ایک مضبوط دروازہ قائم رہے گا۔

عن أسماء بنت عميس قالت: دخل رجل من المهاجرين على أبي بكر وهو يشتكي في مرضه، فقال له أتستخلف علينا عمر، وقد عتى علينا ولا سلطان له، فكيف لو ملكنا كان أعتى وأعتى فكيف تقول لله إذا لقيته، فقال أبوبكر: أجلسوني. فأجليسوه، فقال: إن الله تعرفوني فإنا أقول: إذا لقيته استخلفت عليهم خير أهلك. ﴿مسند إسحاق بن راهويه﴾[1]

یعنی، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ نے کہاکہ مہاجرین میں سے ایک شخص حضرت سیدنا ابو بکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

حاشیہ

(1)مسند إسحاق بن راهويه،ما يروى عن أسماء بنت عميس عن النبي صلى الله عليه وسلم،برقم:۲۱۴۶،۵/۴۲

حاضر ہوا، اور آپ کو شکایت کرتے ہوئے کہنے لگا کہ کیا آپ ہم پر حضرت عمر جیسے سخت آدمی کو خلیفہ مقرر کر رہے ہیں، کل اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آپ سے اس بارے میں سوال ہوا تو کیا جواب دیں گے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو، پس لوگوں نے آپ کو بٹھا دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کہہ دوں گا کہ اے اللہ میں تیرے سب سے بہتر بندے کو مقرر کر کے آیا ہوں۔

والأحاديث فى فضلهما تحتمل مجلدات ، وهذه نبذة منها.

شیخین کریمین کی فضیلت میں وارد احادیث جمع کرنے پر کئی جلدیں بن جائیں، اور یہ ان میں سے کچھ تھیں۔

وعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَا أَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[1]

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے

حاشیہ

(1) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: ۴، ۳۶۸۵/۴۵۶

ہیں کہ میرے خیال میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرنے والا نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں کرتا۔

الفصل الثانی فی بیان أن سَبَّہُما کبیرۃ

خلاف فی ذلك بین السّلف والخلف، ونقل قول من عدَّ ذلك فی الکبائر تطویل مشھور

دوسری فصل

اس بیان میں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینا کبیرہ ہے۔

سلف و خلف کے مابین اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس شخص کے اقوال کا نقل کرنا جس نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا بہت طویل ہے جیسا کہ وہ مشہور ہے۔

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فوالذی نفسی بیدہ لو أن أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ۔[1]

حاشیہ

(1) صحیح البخاری،کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذاً خلیلاً، برقم:۳۶۷۳، ۴۵۵/۲

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے اگر کسی نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے دیئے ہوئے مد (ایک کلو گرام) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

وعن عمر بن الخطاب رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: أَكْرِمُوا أَصْحَابِي ، فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ .﴿رواه النسائی﴾[1]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کا احترام کرو کیونکہ وہ تم میں سب سے افضل ہیں۔

إن الله اختارنی، واختار لی أصحابی ، وجعل لی منهم وزراء ، وأنصارا ، وأصهارا ، فمن سبهم ، فعلیه لعنة

حاشیه

(1)شرح السنة للبغوی،کتاب النکاح،باب النهی عن أن یخلو الرجل بالمرأة الاجنبیة، برقم:۵،۲۲۴۶/۲۳

الله والملائكة والناس أجمعين ، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا.﴾رواه الطبراني فی ''معجمه'' والحيدی فی ''مسنده'' بإسنادٍ حسنٍ[1]

حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبدالرحمن بن عُوَیم بن ساعدہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی بھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر، کچھ کو میرا مددگار اور کچھ کو میرا رشتہ دار بنایا پس جس شخص نے ان کو بُرا کہا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ یا یہ کہ نفل اس کا مقبول ہوگا نہ فرض۔

وعن ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما يَقُولُ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ

حاشیه

(1) المعجم الكبير، من اسمه عويم بن ساعدة الانصاری، برقم: ۱۵، ۳۴۹ـ۱۷/۱۴۰

مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ.﴿رواه ابن ماجة﴾[1]

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بُرا نہ کہو کیونکہ ان کا ایک لمحہ کا عمل تمہارے زندگی بھر کے عمل سے افضل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغفلٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ أَذَى اللّٰهَ وَمَنْ أَذَى اللّٰهَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.﴿رواه الترمذی﴾[2]

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انہیں اپنی کلام کا

حاشیه

(1)سنن ابن ماجة،کتاب السنة،باب فضائل أصحاب رسول الله ﷺ،فضل أهل بدر،برقم:١،١٦٢/١٠٦

(2)سنن الترمذی،کتاب المناقب،باب فیمن سبّ أصحاب النبیّ صلى الله عليه وسلم، برقم:٤،٣٨٦٢/٥٣٥

نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی اس نے میری خاطر ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کیا جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ، وَأَصْحَابِي يَقِلُّونَ، فَلَا تَسُبُّوهُمْ، لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّهُمْ. ﴿رواه أبويعلى﴾[1]

یعنی، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ کثرت (عمل) کریں اور میرے صحابہ قلیل (تو وہ کثیر سے زائد ہے) تو ان کو بُرے الفاظ سے مت پکارنا بے شک اللہ عزوجل لعنت فرماتا ہے ان پر جو میرے صحابہ کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔

حاشیہ

(1) مسند أبي يعلى، مسند جابر، برقم: ۲۱۸۸۔۴۲۱، ص ۴۷۴

وعن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعوالی أصهاری وأصحابی، فإنه من حَفِظَنی فيهم كان معه من الله حافظ، ومن لم يحفظنی فيهم، تخلى الله عنه، ومن تخلى الله عنه يوشك أن يأخذه.﴿رواه ابن منيع فی ''مسنده''﴾[1]

یعنی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پکارو مجھے اور میرے قرابت داروں کو اور میرے صحابہ کو پس وہ جس کی حفاظت میں کروں تو اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک حافظ ہوتا ہے اور وہ جس کی میں نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو جاتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہو جائے تو قریب ہے کہ اس کی گرفت ہو۔(اس کو ابن منیع نے اپنی مسند میں نقل کیا)

حاشیہ

(1)کنز العمال،کتاب الفضائل من قسم الافعال،الباب الثالث: فی ذکر الصحابة وفضلهم رضی الله عنهم أجمعين،برقم:۳۲۴۷۸،۱۱/۲۴۲

عَنْ عَبْدِ اللہ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ عَلَیہ وسَلَّم قَالَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ ، يَرْفُضُونَ الإِسْلاَمَ وَيَلْفُظُونَهُ قَاتِلُوهُمْ .﴿رواہ البزار﴾[1]

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جس کو رافضی کہا جائے گا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے اور اسے پھینک دیں گے تو تم ان سے قتال کرنا۔ (اس کو امام بزار نے روایت کیا)

أخرج أبو نعيم فی ''الحلية'' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ شَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ، ثُمَّ أَصْحَابِي، ثُمَّ الْمُسْلِمِينَ.[2]

حاشیہ

(1) کشف الاستار، کتاب علامات النبوۃ، باب فیمن یسب أصحاب رسول اللہ ﷺ، برقم: ۲۷۷۲، ۳/۲۹۳

(2) حلیۃ الاولیاء، میمون بن مہران، برقم: ۴، ۱۲۹۳/۷۹

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو انبیا کو گالیاں دیں، پھر وہ جنہوں نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں، پھر وہ جنہوں نے مسلمانوں کو گالیاں دیں۔

وإذا نظرت حدّ الكبيرة رأيته منطبقاً عليه فقد نقل الرافعي عن الأكثرين أن الكبيرة [تنبطق] عليه

اور میں نے جب ان کو بہت بڑی تعداد میں دیکھا تو ان کو اسی پر متفق پایا اور بیشک رافعی نے نقل کیا ہے کہ کثیر افراد سے کہ الکبیرۃ اسی پر متفق ہے۔

ويشهد له ما رواه ابن جرير عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: كل ذنب ختمه الله بنار، أو غضب، أو لعن، أو عذاب، فهو كبيرة.[1]

یعنی، اور وہ جن کے لئے گواہی دیں جو روایت ابن جریر نے

حاشیہ

(1) تفسیر الطبری، سورۃ النساء، تحت الآیۃ:۳۱، برقم:۴، ۹۲۱۳/۴۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ مہر لگادے جہنم کی یا اپنے غضب کی یا اپنی رحمت سے دوری کی یا عذاب کی تو پس وہ کبیرہ گناہ ہے۔

وروی البیہقی فی ''شعب الإیمان'' عنہ: کل ما نہی اللہ عنہ کبیرۃ.[1]

امام بیہقی نے روایت کیا شعب الایمان میں ان (یعنی ابن عباس) سے کہ: ہر وہ گناہ جس سے اللہ عزوجل نے منع کیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔

اور متاخرین نے اس کو صحیح قرار دیا کہ ہر وہ گناہ جس کو اس کے کرنے والے نے ہلکا گمان کیا دین میں وہ بہت بُرا ہے اور اُن میں سے جنہوں نے اس کو صحیح کہا امام سبکی نے جمع الجوامع میں۔ پھر صحابہ کرام کو گالی دینے کو ان میں سے شمار کیا اور وہ جو ابھارتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جری ہو کر گمان کرنے کے گناہ کے سبب اور فاعل کے اس کو دین میں ہلکا جاننے کے سبب اپنے خبیث

حاشیہ

(1) شعب الإیمان، فصل فی بیان کبائر الذنوب وصغائرها وفواحشها، الباب الثامن فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورهم۔۔۔إلخ، برقم: ۱، ۲۸۸/۴۶۳

سوچ کی وجہ سے (اللہ لعنت فرمائے اس پر) کہ وہ اس کی مثل ہی گالی کے حقدار ہیں تو وہ بری ہیں اس سب سے اور پاک ہیں اور متقی ہیں اور حقدار مدحت وثناء ہیں ہرگز نہیں بیشک اللہ تعالیٰ گمراہی سے پاک ہے لیکن اگر وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ (صحابہ) گالی کے حقدار ہیں تو ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ جلائے جانے کا حقدار ہے اور اس سے بھی زیادہ اور جب تونے جان لیا کہ شیخین کو گالی دینا کبائر میں سے ہے بلا اختلاف جان لے کہ ان کو گالی دینے والا نہیں قبول کی جائے گی اس کی گواہی اور جب قبول نہیں کرتا سوائے عدل کے اور وہ جو جس نے نہیں کیا ارتکاب گناہ کبیرہ کا اور اس کو ہم مزید بیان کریں گے وضاحت کے ساتھ۔

الفصل الثالث حکم سبّ الشیخین
تیسری فصل
شیخین کو گالی دینے کا حکم

جان لو کہ شیخین پر تبرّا کرنے والے کے بارے میں ہمارے اصحاب (شوافع) کے نزدیک دو وجوہ ہیں جس کو قاضی حسین و دیگر نے حکایت کیا ہے۔

پہلی یہ کہ بے شک ایسا کرنے والا کافر ہے اور محاملی نے لباب میں اس پر جزم کیا ہے۔

دوسری یہ کہ وہ فاسق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اصحاب (شوافع) کا اور وہ جو انہیں کافر قرار نہیں دیتے۔

تو پس اس طرح اس کا حال اِن دو امروں میں سے کسی ایک پر خاص نہیں ہوگا: یا تو کافر ہوگا یا فاسق ہوگا اور اس کو کسی ایک کے ساتھ قطعی طور پر قرار نہیں دیا جاتا اور اسی پر جزم کیا گیا ہے۔ ان کے فتوے باطل اور ان کے اقوال ساقط ہیں اس کو امام نووی نے "شرح مہذب"[1] کے اول میں اور "الروضہ"[2] کے باب

حاشیہ

(1) کتاب المجموع شرح المهذب، باب آداب الفتوی والمفتی والمستفتی، ۱/۹۵

(2) روضة الطالبین، کتاب القضاء، الفصل الثانی فی المفتی، ۸/۹۶

القضاء میں خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے ثابت رکھا اور امام غزالی، امام بغوی اور رافعی نے گواہیوں کے باب میں یہی فرمایا ہے۔

اوراگر اس باب میں زیاداتِ الروضہ میں سے مبتدع کو قبول کرنے کی تصحیح واقع ہوں یہاں تک کہ صاحب المہمات نے اس کو اور باب القضاء اور "شرح المھذب"[1] میں ان کے کلام کے مابین جمع کو مشکل قرار دیا۔ یہ وہ شبہ ہے جس سے اس نے تمسک کیا جس نے قبول کرنے کا قول کیا۔

اور بے شک مبتدعہ جن کو قبول کرنے کے بارے میں امام نووی نے کہا وہ بدعتی ہیں کہ جن کو اُن کی بدعت کے سبب فاسق قرار نہیں دیا جاتا جیسے شیعہ جو حضرت علی کی افضیلت کے قائل ہیں اور جیسے تقدیر کے منکر اور منکر رؤیت (باری تعالیٰ) ہیں اوران کی مثل دوسرے جن کے لئے تاویلیں ہیں، اور جوان امور کی شہادت دیتے ہیں ان میں سے:

اول یہ کہ انہوں نے تاویل کی کہ اعتقاد میں عداوت عدالت میں طعن کو پیدا نہیں کرتی اور تونے جان لیا کہ شیخین کریمین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) پر تبرّا کبیرہ گناہ ہے جو عدالت میں طعن کو پیدا کرنے والا ہے۔

حاشیہ

(1) المھمات فی شرح الروضة والرافعی، کتاب القضاء، الفصل الاول فی التولیة، ۲۲۱/۹

دوم وہ جو پیچھے گزرا باب القضاء میں اور شرح مہذب میں۔

سوم یہ کہ انہوں نے مذکورہ دونوں جگہوں پر عدم قبول کے ذکر سے قبل فرمایا کہ مبتدع کی ہم نہ تکفیر کرتے ہیں اور نہ تفسیق۔ پس صحیح قول کے مطابق وہ قبول کئے جائیں گے۔

پھر جو صحابہ کرام اور اسلاف پر تبرّا کے سبب فاسق ہے تو مردود ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ جو باب الشہادات میں مذکور ہے تو وہ اسی پر محمول ہے جو یہاں ذکر کیا گیا اور اسے صرف یہاں پر محمول کرنے کے اعتبار سے مطلق رکھا۔

اور جب جان لیا گیا اس باب کے قاعدے سے کہ فاسق کی گواہی قبول ہوتی ہے جبکہ شیخین کا گستاخ فسق کے وصف کے سبب مردود الشہادت ہوگا اور نہ کہ خاص طور پر وصفِ بدعت کے سبب سے اور جس کو شیطان نے یہ وسوسہ دیا کہ شیخین کے گستاخ میں ایسی تاویل کی جائے گی جو اسے فسق سے (نکال دے) تو میں نہیں جانتا کہ اسے کیا کہوں کیسا کہوں؟

وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ.[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلم کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے۔

حاشیہ

(1) صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن من أن یحبط عملہ وھو لا یشعر، برقم: ۱، ۴۸/۲۰

لہٰذا جب یہ بات کسی مسلمان سے متعلق ہو تو اس کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو امت میں افضل اور مخلوق میں اکرم ہو اور "کفایۃ لابن الرفعۃ" میں ہے کہ ماوردی نے کہا: اسلام لانے کے بعد بدمذہب کی شہادت قبول کرنے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔

(۱) پہلے تاویل ہو چکی ہو جیسے باغی کی تاویل ورنہ وہ فاسق ہیں۔

(۲) دوسری یہ ہے کہ وہ اجماع کے خلاف نہ کرے۔

(۳) اس سے وہ نافرمانی نہ کرے جیسے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کرنا حالانکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر یا حضر میں تھے یا دین دنیا میں آپ کے تابع ہوئے یا اُن کی پوشیدہ باتوں پر یقین آپ نے اپنے امر و نواہی اُن کی طرف پھیلائے سوائے اُن وفود کے جو آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر دیہاتیوں سے قتال کیا، پھر تنقید اگر گالی ہو تو فاسق ہے اُس پر تعزیر کی جائے گی یا اُن صحابہ کی جانب فسق و گمراہی کی نسبت کرنا جو عشرہ مبشرہ سے ہیں یا جو بیعت رضوان والے ہیں، جو صِفّین و جمل میں شامل نہ ہوئے تو انہیں تنقید کرنے والے قطعاً فاسق یا جو ان جنگوں میں شامل ہوئے اُن پر تنقید کرنے والے اصح مذہب پر فاسق ہیں۔

(۴) یہ ہے کہ اس پر قتال نہ کیا جائے اور اس میں عدل و انصاف والے

جدائی نہ کر جائیں۔

(۵) یہ کہ اپنے موافقوں کی مخالفوں پر تصدیق نہ سوچتا ہو۔

(٦) ظاہری تحفظ ہو جیسے اہلِ حق میں سے ظاہر التحفظ ہو جیسے اہلِ حق میں سے اس کا غیر۔

اور رافضیوں میں ان چھ شرطوں میں سے کوئی شرط نہیں ہے سوائے اُن کے اجماع کے۔

اور ائمہ حدیث نے فرمایا اور ان کے علاوہ امام ذہبی نے اپنی کتاب ''میزان'' میں کہا: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

بدعتِ صغریٰ جیسے شیعہ تو یہ بہت سے تابعین و تبع تابعین پر تہمت لگاتے ہیں اُن کے دین اور وَرَع اور صِدق پر لہٰذا اُن کی حدیث نہیں لوٹائی جائے گی۔

بدعتِ کبریٰ جیسے رِفض اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر انکار و تہمت تو یہ قسم کہ جس سے حجت قائم ہوتی ہے اور نہ کرامت۔ [1]

فرمایا اور مزید اس قسم میں کوئی سچا مرد اور امانت دار لایا ہی نہیں جا سکتا بلکہ یہ جھوٹ تو ان کی نشانی ہے اور تقیہ و نفاق ان کی عادت ہے۔ انتھی

حاشیہ

(1) میزان الاعتدال، حرف الالف، من اسمہ أبان، ۲۹/۱-۳۰

تو جب یہ بات بابِ روایت میں ہے باوجودیکہ وہ بلا اختلاف شہادت سے زیادہ کشادگی کا حامل ہے۔

اِسی بناء پر شہادت میں شرط ہے آزاد ہونا، عدد کا ہونا، بعض جگہوں میں مذکر کا ہی ہونا، تو اُس بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو حالات کے اعتبار سے عظیم تر ہو اور احتیاط کے اعتبار سے بہت ہی تنگ ہو۔

اور قاضی عیاض نے "شفاء شریف" میں فرمایا: صحابہ کو گالی دینا اور اُن کی تنقیص حرام ہے ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ فرماتے ہیں: امام مالک نے فرمایا: جس نے یہ کہا کہ اُن (صحابہ) میں سے کوئی گمراہی پر ہے تو اُسے قتل کر دیا جائے اور جو اُنہیں گالی دے اُسے سخت سزا دی جائے، اور امام مالک سے یہ مروی ہے آپ نے فرمایا: جو اُنہیں گالی دے تو اُس کا مال فی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا جس نے (صحابیٔ رسول) حضرت مقداد بن اسود کو گالی دی تھی جب ان سے اس کے بارے میں گفتگو کی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تا کہ کوئی دوسرا شخص کسی صحابیٔ رسول کو گالی دینے کی جرأت نہ کر سکے۔

اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابو مطرف نے اس شخص کے بارے میں بڑا

سخت حکم صادر کیا ہے جس نے عورت کو رات میں قسم کھانے سے منع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر بنت ابوبکر صدیق بھی ہوتیں تو دن میں ہی قسم کھاتیں۔([1]

حضرت ابو مطرف کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق کی شان میں ایسے کلمات کہنے کی وجہ سے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے خوب خوب زدوکوب کیا جائے اور اسے طویل مدت تک قید کر دیا جائے۔

اور بعض حضرات جو کہ فقہ میں ادراک رکھتے ہیں انہوں نے اس قول میں تاویل کرنے کی کوشش کی ہے۔[2]

حضرت ابو مطرف کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اس کے قول میں تاویل

حاشیہ

(1) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الثالث: فی حکم من سب اللہ تعالیٰ وملائکتہ ... إلخ، فصل وسبّ أل بیتہ ... إلخ، ص ۴۱۹۔۴۲۱

واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک قاضی کے پاس ایک ایسی عورت پر مقدمہ دائر کیا گیا جس پر قسم کھانا ضروری تھا اور وہ باحیا پاکیزہ خیالات والی پردہ نشین عورت تھی اس نے رات کی تاریکی میں قسم کھانے کی اجازت طلب کی تو قاضی نے اس کو اجازت مرحمت کر دی مگر اس شخص نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ رات میں نہیں بلکہ دن میں قسم کھانی ہے اور اگر بنت ابوبکر بھی ہوتیں تو وہ دن میں قسم کھاتیں۔

(2) اس منکر کا مقصد صرف کلام میں تاکید پیدا کرنے کا تھا نہ کہ حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کرنے کا اور نہ ہی اس نے توہین و تنقیص کا ارادہ کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کریں تو ان کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

کرنے کی کوشش کی ہے اس کا تعلق ''فسق'' سے تو ہو سکتا ہے مگر ''فقہ'' سے اس کا دُور کا بھی واسطہ نہیں اس کی جانب پیش قدمی کی جانی چاہیے، اس کی زجر و توبیخ کی جانی چاہیے اور ایسے شخص کا نہ تو فتویٰ قبول کیا جائے اور نہ ہی شہادت اور یہ اس کے بارے میں مکمل جرح ہے اور اُس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بغض رکھا جائے [1] تو اگر یہ سب وعیدیں اس شخص کے بارے میں صادر ہوئیں جس نے نہ تو گالی دی اور نہ ہی ان کی عزت کے درپے ہوا بلکہ صرف اس شخص کے قول کی تائید کی جو درپے آزار ہوا تو اندازہ کرو اس شخص کا کیا حال ہو گا جس نے توہین و تنقیص کی اور ان کی عزت کے درپے ہوا اور گالی دی۔ ان سب باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ وہ شخص فاسق اور گناہ عظیم کا مرتکب ہوا اس شخص کے لئے کوئی چارہ کار نہیں سوائے اس کے کہ اسے سزا دی جائے اور جس کے اندر یہ بات پائی جائے قطعی طور پر اس کی شہادت قابل اعتنا نہ ہو گی۔

پھر جو یہ خیال کرے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گستاخ کو قبول کیا جا سکتا ہے مختلف جہات اور تاویلات کی بنیاد پر تو جان لینا چاہیے کہ یہ بات قطعًا

حاشیہ

(1)(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ،الباب الثالث: فی حکم من سب الله تعالیٰ وملائکته...إلخ،فصل وسبّ أل بیته...إلخ،ص۴۲۱)

غلط ہے اور شیخین تو اس سے خارج ہی ہیں۔ پس اگر ان کی تاویل محض یہ ہو کہ اس میں جو شامل ہوا فتن میں اور قتل کیا عثمان کو اور قتل کیا علی کو اور شیخین مبرا ہیں اس سے قطعی طور پر اسی لئے جھگڑا پیدا ہوا ان دونوں (یعنی شیخین) کے گستاخوں کی تکفیر کے بارے میں اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے گستاخوں کے بارے میں نہ کہ دیگر صحابہ کے گستاخوں کے بارے میں ان کی تاویل باطل محض ہے اور مردود ہے ان پر۔ یہاں پر ہمارا ارادہ ان پر حجت قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ہم نے اپنا مقصد بیان کر دیا اور جسے دین کی سمجھ اور ہلاکت خیر امور سے بچنے کی توفیق ملی ہے ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل و کرم اور جود و سخا مانگتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت امام تقی الدین سبکی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام بکر ہے ''غیرۃ الایمان الجلی لابی وعمر وعثمان وعلی'' (ایمان کی واضح غیرت ابوبکر و عمر، عثمان اور علی) ہے جس میں انہوں نے بڑی نفیس اور دلائل سے پُر گفتگو کی ہے اور اس مسئلہ کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کتاب کے لکھنے کا سبب یہ بنا کہ ایک رافضی نے برسرعام شیخین و عثمان اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کو گالی دی جب اس کو توبہ کرنے کو کہا گیا تو اس نے انکار کیا تو مالکی نے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اُسے قتل کر دیا گیا اور امام سبکی نے ان کی تائید فرمائی اور ان کے فیصلہ کی تصدیق میں یہ کتاب

تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں انہوں نے جو فرمایا اس کی تلخیص کچھ یوں ہوگی کہ ہمارے اصحاب میں سے قاضی حسین نے اس شخص کے بارے میں جس نے خلفاء اربعہ میں سے کسی کی توہین و تنقیص کی دو قول ذکر کئے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ امت اسلامیہ کا ان کی امامت پر اجماع قائم ہوچکا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی تفسیق کی جائے گی یعنی اس کو فاسق قرار دیا جائے گا اور اس کی تکفیر سے احتراز کیا جائے گا۔ پھر علماء احناف کے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں بعض میں تکفیر کا قول ہے اور بعض میں تضلیل کا۔ پھر امام سبکی نے تکفیر کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس کے بہت سے اسباب کو بھی بیان کیا ہے یوں ہی مالکیہ اور حنابلہ کے بھی بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ پھر کہا کہ محمد بن یوسف فریابی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ کافر ہے پھر پوچھا گیا کہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جواب دیا کہ نہیں اور کہا حضرت احمد بن یوسف اور ابوبکر بن ہانی بھی رافضیوں کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ کہ وہ مرتد ہیں یوں ہی کوفہ کے امام حضرت عبداللہ بن ادریس کوفی نے بھی کہا ہے کہ رافضی کو حق شفعہ حاصل نہیں ہے شفعہ صرف اور صرف مسلم کے لئے ہے اور امام احمد نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو گالی دینے والا زندیق ہے اور کہا کہ صحابہ کو گالی دینے والوں کی جس نے تکفیر نہ کی وہ سب کے سب (گستاخ) فاسق ہیں اور حضرت عبدالرحمن بن ابزی بھی ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینے والوں کو وجوباً قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ (پھر فرمایا امام سبکی نے) علماء کرام کا اتفاق فیصلہ نقل فرمایا ہے کہ جس نے کسی صحابہ کو گالی دینا روا رکھا وہ کافر ہے اس کے لئے اس کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ جرم عظیم و فسق ہے اور حرام و فسق کو حلال جاننا کفر ہے۔ مزید یہ بھی کہا کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حرام کو حلال جاننا اُس وقت کفر ہے جب کہ اس کی حرمت ضروریاتِ دین سے معلوم ہو تو کہا کہ صحابہ کو گالی دینے کی حرمت بھی تو ضروریاتِ دین سے ہے۔

پھر طویل کیا انہوں نے اپنی اس تقریر کو اور پھر دہرایا اس کو اپنے آپ پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اختیار کیا انہوں نے شیخین اور ختنین کے گستاخ کو کافر قرار دینا اگرچہ وہ اسے جائز نہ جانے۔ پھر کہا میں کہتا ہوں پس جزم کیا قاضی حسین نے کتاب الشہادات میں گستاخِ صحابہ کے فاسق ہونے پر اور اس معاملہ میں اس کے خلاف کچھ نہیں نقل کیا اور اسی طرح ابن صباغ نے الشامل وغیرہ اور نقل کیا گیا ہے امام شافعی سے کہ انہوں نے ترجیح دی عدم کفر کے قول کو۔ میں کہتا ہوں یہ

ایک نہیں بلکہ دو مسئلے ہیں۔ پہلا جو مذکور ہے باب الشہادات میں مطلقاً صحابہ کی گستاخی کے بارے میں اور دوسرا جو مذکور ہے باب الامامت میں جو متعلق ہے شیخین اور ختنین کی گستاخی کے ساتھ اور اس کی دو جہتیں ہیں کفر اور فسق اور کہا کہ کوئی نہیں ہے انکار کرنے والا کہ مطلقاً صحابہ کی گستاخی کرنے والا فاسق ہے مگر خاص ان چار کی گستاخی کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کفر ہے یا فسق۔ پھر کلام کے آخر میں فرمایا ہم خلاصہ کر دیتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی گستاخی امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق کفر ہے اور اس کی تخریج میں کہا امام مالک اور امام احمد کے نزدیک زندیق ہے۔" **ختم شد**"

فرع: الروضہ فی الوصیۃ میں کہا گیا ہے اگر وصیت کی جائے لوگوں میں سب سے جاہل کے لئے ؟ رویانی نے بیان کیا اس کو خرچ کرنا مشرکوں پر۔ کہا اگر مسلمان کہلانے والے ملیں تو پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے گستاخوں پر۔

ماخذومراجع

○البحر الزخار المعروف بمسند البزّار للحافظ الإمام أبی بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزّار (ت ٢٩٢ھ)،مطبوعة: مکتبة العلوم والحکم،المدینة المنورة،١٤٢٤ھ.٢٠٠٣م

○التفسیر الکبیر للإمام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین الرازی (ت٦٠٦ھ)، مطبوعة: دار إحیاء التراث العربی،بیروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠ھ.١٩٩٩م

○الجامع لشُعَب الإیمان،للإمام الحافظ أبی بکر أحمد بن الحُسین البیهقی (ت٤٥٨ھ)، مطبوعة: مکتبة الرّشد،الرّیاض،الطبعة الأولی١٤٢٣ھ.٢٠٠٣م

○الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ للإمام القاضی أبی الفضل عیاض بن موسی المالکی (ت٥٤٤ھ)،مطبوعة: دار إحیاء التراث العربی،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٤ھ.٢٠٠٣م

○القُرآن الکریم،کلام الله عزّوجلّ

المجموع شرح المهذب للإمام -أبی زکریّا یحی بن شرف النووی الدمشقی الشّافعی (ت٦٧٦ھ)،مطبوعة:دار إحیاء التّراث العربی،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٢ھ.٢٠٠١م

المستدرك علی الصّحیحین للإمام أبی عبد الله محمّد بن عبد الله الحاکم النّیسابُوری (ت٤٠٥ھ)،مطبوعة:دار المعرفة،بیروت،الطبعة الثانیة١٤٢٧ھ.٢٠٠٦م

المعجم الأوسط للإمام الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب الطبرانی (ت٣٦٠ھ)، مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٠ھ.١٩٩٩م

المعجم الکبیر للإمام الحافظ أبی القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب الطبرانی(ت٣٦٠ھ)، مطبوعة:دار إحیاء التراث العربی،بیروت،١٤٢٢ھ.٢٠٠٢م

المهمّات فی شرح الروضة والرافعی للإمام جمال الدین عبد الرحیم الأسوی(ت٧٧٢ھ)، مطبوعة:دار ابن حزم،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٣٠ھ.٢٠٠٩م

بغیة الباحث عن زوائد مسند الحارث للإمام الحافظ نور

الدین علی بن سلیمان ابن أبی بکر الھیثمی الشافعی (ت٨٠٧ھ)، مطبوعۃ: مرکز خدمۃ السنۃ و السیرۃ النبو یۃ، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الأولیٰ١٤١٣ھ.١٩٩٢م

تفسیر المظھری للقاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظھری النقشبندی (١٢٢٥ھ)، مطبوعۃ: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الأولیٰ١٤٢٥ھ.٢٠٠٤م

جامع البیان فی تأو یل القرآن للإمام أبی جعفر محمّد بن جر یر الطّبریّ (ت٣١٠ھ)، مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الرّابعۃ١٤٢٦ھ.٢٠٠٥م

حلیۃ الأولیاء للحافظ أبی نعَیم أحمد بن عبد اللہ الأصفھانی (ت٤٣٠ھ)، مطبوعۃ: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الأولیٰ ١٤٢١ھ.٢٠٠١م

خزائن العرفان لصدر الأفاضل السید محمد نعیم الدین مرادآبادی الحنفی (ت١٣٦٧ھ)

روح المعانی للإمام أبی الفضل شھاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی (ت١٢٧٠ھ)، مطبوعۃ: دار إحیاء التراث

العربی،بیروت،الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ.۱۹۹۹م
روضة الطالبین للإمام أبی زکریّا یحی بن شرف النووی الدمشقی الشّافعی (ت۶۷۶ھ)، مطبوعة: المکتبة التوفیقیة،القاھرة
سُننِ ابن ماجة للإمام أبی عبد اللہ محمّد بن یزید القَزوینیّ(ت۲۷۵ھ)،مطبوعة: دار الکتب العلمیة،بیروت،الطّبعة الأولیٰ۱٤۱۹ھ.۱۹۹۸م
سُننِ أبی داود للإمام الحافظ أبی داود سُلیمان بْن الأشعث السّجستانی الأزدی(ت۲۷۵ھ)، مطبوعة: دار ابن حزم،بیروت،الطبعة الأولی۱٤۱۸ھ.۱۹۹۷م
سُنن التّرمذیّ للإمام أبی عیسی محمّد بن عیسی التّرمذی(ت۲۷۹ھ)،مطبوعة: دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولی۱٤۲۱ھ.۲۰۰۰م
شرح السنّة لأبی محمّد الحسین بن مسعود البغویّ(ت۵۱۶ھ)،مطبوعة: دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الثّانیة ۱٤۲٤ھ.۲۰۰۳م

صحیح البخاری للإمام الحافظ أبی عبد اللہ محمّد بن إسماعیل بن إبراھیم البخاری (ت۲۵٦ھ)،مطبوعۃ:دار الکتب العلمیۃ،بیروت،۱٤۲۰ھ.۱۹۹۹م

صحیح مسلم للإمام أبی الحُسین مُسلم بن الحَجّاج القُشیریّ النّیسابُوریّ(ت۲٦۱ھ)، مطبوعۃ: دارُ الکتب العلمیۃ،بیروت

صراط مستقیم رتبہ اسماعیل دھلوی (ت۱۲٤٦ھ)

کشف الأستار عن زوائد البزار للحافظ نور الدین علی بن أبی بکر الھیثمی(۸۰۷ھ)، مطبوعۃ:مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،الطبعۃ الأولیٰ۱۳۹۹ھ.۱۹۷۹م

کنز الإیمان للإمام أحمدرضا خان الحنفی(ت۱۳٤۰ھ)

کنز العمال للعلّامۃ علاء الدّین علیّ المتّقی بن حُسام الدّین الھندیّ(ت۹۷۵ھ)، مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت،الطبعۃ الثّانیۃ۱٤۲٤ھ.۲۰۰٤م

مجمعُ الزّوائد و منبع الفوائد،للحافظ نُور الدّین علی بن أبی بکر بن سُلیمان الھیثمی المصری (ت۸۰۷ھ)،مطبوعۃ:دارُ

الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.٢٠٠١م
مرأة المناجيح للعلامة المفتى أحمد يار خان الحنفى النعيمى (ت١٣٩١هـ)، مطبوعة: قادرى
پبلشرز، لاهور، طباعت:٢٠٠٩م
مسند أبى يعلى للإمام أبى يعلى أحمد بن على التميمى الموصلى (ت٣٠٧هـ)،مطبوعة:دار المعرفة،بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.٢٠٠٥م
مسند إسحاق بن راهو يه للإمام أبى يعقوب إسحاق بن إبراهيم المروزى (ت٢٣٨هـ)، مطبوعة: مكتبة الإيمان،المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٢هـ.١٩٩١م
ميزان الاعتدال فى نقد الرجال للإمام شمس الدين محمد بن أحمد الذهبى (ت٧٤٨هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٤هـ.٢٠٠٣م

ہماری اردو کتابیں:

﴿بہار تحریر (14 حصے)﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿اذان بلال اور سورج کا نکلنا﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿شب معراج غوث پاک﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿شب معراج نعلین عرش پر﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿مقرر کیسا ہو؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿غیر صحابہ میں ترضی﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿اختلاف اختلاف اختلاف﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

﴿قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿محرم میں نکاح﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿روایتوں کی تحقیق (تین حصے)﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿بریک اپ کے بعد کیا کریں؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿ایک نکاح ایسا بھی﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿کافر سے سود﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿میں خان تو انصاری﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿جرمانہ﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿سفرنامہ بلاد خمسہ﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿منصور حلاج﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿فرضی قبریں﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿سنی کون؟ وہابی کون؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿رَضا یا رِضا﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿786/92﴾	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
﴿کلام عبید رضا﴾	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
﴿تحریرات لقمان﴾	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد

﴿بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)﴾ از قلم کنیز اختر

﴿عورت کا جنازہ﴾ از قلم جناب غزل صاحبہ

﴿تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام﴾ از قلم عرفان برکاتی

﴿اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)﴾ از قلم عرفان برکاتی

﴿مسائل شریعت (جلد1)﴾ از قلم سید محمد سکندر وارثی

﴿اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا﴾ از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی

﴿مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں﴾ از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی

﴿مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں﴾ از قلم محمد ثقلین ترابی نوری

﴿سفر نامہ عرب﴾ از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

﴿من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق﴾ از قلم زبیر جمالوی

﴿ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت﴾ از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

﴿علم نور ہے﴾ از قلم محمد شعیب جلالی عطاری

﴿یہ بھی ضروری ہے﴾ از قلم محمد حاشر عطاری

﴿مومن ہو نہیں سکتا﴾ از قلم فہیم جیلانی مصباحی

﴿جہان حکمت﴾ از قلم محمد سلیم رضوی

﴿ماہ صفر کی تحقیق﴾ از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

﴿فضائل و مناقب امام حسین﴾ از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی

﴿شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر﴾ از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

﴿تحریرات بلال﴾	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
﴿معارف اعلیٰ حضرت﴾	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
﴿نگارشات ہاشمی﴾	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
﴿ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ)﴾	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
﴿امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں﴾	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
﴿زر خانۂ اشرف﴾	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
﴿حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ﴾	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
﴿ایمان افروز تحاریر﴾	از قلم محمد ساجد مدنی
﴿انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق﴾	از قلم اسعد عطاری مدنی
﴿رشحات ابن حجر﴾	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
﴿تجلیات احسن (جلد 1)﴾	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
﴿درس ادب﴾	از قلم غلام معین الدین قادری
﴿تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)﴾	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
﴿حق پرستی اور نفس پرستی﴾	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
﴿خوان حکمت﴾	از قلم محمد سلیم رضوی
﴿صحابہ یا طلقاء؟﴾	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
﴿روشن تحریریں﴾	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
﴿تحریرات ندیم﴾	از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری

﴿امتحان میں کامیابی﴾	از قلم ابن شعبان چشتی
﴿اہمیتِ مطالعہ﴾	از قلم دانیال سہیل عطاری
﴿دعوت انصاف﴾	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
﴿حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات﴾	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
﴿تحریرات ابن جمیل﴾	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
﴿ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ کا شمارہ)﴾	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
﴿مسئلۂ استمداد﴾	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
﴿حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی﴾	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
﴿(میرے قلم دان سے﴾	از قلم احمد رضا مغل
﴿عوامی باتیں (حصہ 1)﴾	از قلم فیصل بن منظور
﴿تحقیقات اویسیہ (جلد 1)﴾	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
﴿امیر المجاہدین کے آثار علمیہ﴾	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
﴿رافضیوں کا رد﴾	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
﴿چھوتی بیماریاں﴾	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
﴿فتاوی کرامات غوثیہ﴾	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
﴿غامدیت پر مکالمہ﴾	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی
﴿خودکشی﴾	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
﴿مقالاتِ بدر (جلد 1)﴾	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ

﴿ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)﴾	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
﴿سردی کا موسم اور ہم﴾	از قلم خالد تسنیم المدنی
﴿رد ناصر رامپوری﴾	از قلم میثم عباس قادری رضوی
﴿چشمۂ حکمت﴾	از قلم محمد سلیم رضوی
﴿کتابوں کے عاشق﴾	از قلم محمد ساجد مدنی
﴿عبد السلام نامی علما و مشائخ﴾	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی
﴿التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب﴾	از قلم شعیب عطاری جلالی
﴿تحریر کی ضرورت و اہمیت﴾	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
﴿دشمن صدیق و عمر رضی اللہ عنہما﴾ یہ کتاب	از قلم امام جلال الدین سیوطی

AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

BOOKS

PS
graphics

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.
read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm
9102520764

BANK DETAILS
Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate



A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M **O**

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

ISBN (N/A)